محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

شفیق احمد عزیز

297.992
28 عزیز ش
108191

Marfat.com

Marfat.com

مُحسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنّف

شفیق احمد عزیزؔ

Marfat.com

۲۹۷،۹۹۲۱
۳ ۲۸ عزیز شس
108/91

جملہ حقوق محفوظ

طبع دوم : ۱۹۹۸ء - ایک ہزار

کوڈ نمبر : جی بی آر پی/ پی - ۶۸۳/ ۱۰۰۰

مطبع : فائن بکس پرنٹرز لاہور

Marfat.com

انتساب

والدہ مرحومہ

کے نام

جن کی زندگی آخری سانسوں تک میرے لئے

نیک تمناؤں، دُعاؤں اور شفقتوں کا سرچشمہ رہی۔

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات

عنوان	صفحہ
پیش لفظ	الف
اپنی بات	ج
محسنِ انسانیت	۳
آفتابِ رسالت	۶
نورِ مجسّم	۱۱
رحمتِ عالم	۱۵
حضور اکرمؐ کا اندازِ تربیت	۱۹
سیرت النبیؐ کے مطالعہ کی وسعت	۲۵
ثنائے محمدؐ بزبانِ قرآن حکیم	۳۲
حضورِ اکرمؐ اور مساواتِ انسانی	۳۹
سیرتِ نبوی کا ہر گوشہ عالمِ انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔	۴۳
رسولِ اکرمؐ کی زندگی پیروی اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے۔	۴۷

Marfat.com

عنوان	نمبر شمار
سیرت النبیؐ کے تاریخ ساز پہلو	۱۳
سیرت النبیؐ قرآن کے آئینے میں	۱۴
آنحضرتؐ - تاریخ کے آئینے میں	۱۵
رسولِ اکرمؐ اور جہاد	۱۶
مقامِ محمدؐ غیروں کی نظر میں	۱۷
ارشاداتِ رسالتؐ	۱۸
اقوالِ زریں	۱۹
تاثرات	۲۰

Marfat.com

پیش لفظ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے قرونِ اولیٰ میں اسلام ایک زندہ تحریک تھی۔ اس کے علم بردار اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین رکھتے تھے۔ موت کے بعد اَبدی زندگی کی صداقت پر ان کا ایمان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی مثالی تھی۔ اگر اس تصورِ حیات کو ہم اپنی زندگی میں جاری و ساری رکھیں تو شاید ہم سے کم غلطیاں سرزد ہوں۔

زیرِ نظر کتاب "محسنِ انسانیت" صلی اللہ علیہ وسلّم مُصنّف نے اسی جذبہ سے تحریر کی ہے۔ اور اس میں حضورِ اکرمؐ کی زندگی کے حالات، اندازِ تربیت، سیرت کے مطالعہ کی دعوت، جہاد اور مقامِ محمدؐ غیروں کی نظر میں تفصیل سے تحریر کیئے ہیں جو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے یقیناً مشعلِ راہ ہیں۔ جب ہم حضورِ اکرمؐ کے مقدّس حالات کا بھرپور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں زندگی کے ہر منصب کا عَلَم لہراتا نظر آتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ایک پرندے کی بازیابی سے لے کر احکامِ شریعت کی تکمیل تک ہر جگہ آپؐ مستعدی اور فعال کی علامت نظر آتے ہیں۔ اس کتاب کی روشنی میں قارئین اپنے حالات و ماحول سے تقابل کر کے زندگی کی بہتر قدریں متعیّن کر سکیں گے۔

یاد رکھیئے! کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سچے اُمّتی اور صحابہ کرامؓ کے صحیح جانشین اور وارث صرف وہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بنایا اور اسی نورِ ہدایت سے اپنی زندگی کو منور کیا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "میری اُمّت سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور اس کی مخالفت کرنے والے اُن کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔"

Marfat.com

جناب شفیق احمد عزیزؔ میری دلی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب بڑی ہی کاوش اور عرق ریزی سے مُرتّب کی ہے۔ خدا کرے کہ اس سے ہر کوئی بھرپور فائدہ اُٹھائے اور اس کتاب کو قبولیتِ عام حاصل ہو۔ خلوص، جذبات اور قدرتِ اظہار دونوں اعتبار سے یہ کتاب دادِ تحسین کی بھرپور مستحق ہے۔ میری دُعا ہے کہ شفیق احمد عزیزؔ سالوں کے سفید چکر اور موسموں کے تغیّر و تبدّل سے ماورا ہو کر اسی طرح ادب اور دین کی خدمت کرتے رہیں۔

مجھے اُمید واثق ہے کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے لئے یقیناً مشعلِ راہ ثابت ہوگی اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت، قرآن و سُنّت کی اُلفت و چاہت میں اس قدر سرشار ہوں گے کہ اُن کے دل و دماغ قرآن و حدیث کے مقابلے میں کسی تیسری چیز کو پسند کرنا گوارا نہ کریں گے ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

راولپنڈی

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ ہجری۔

راجہ ریاست علی خان

ایم۔اے (انگریزی) ایم۔اے (اُردو) ایل۔ ایل۔ بی

ڈی ٹی ایل، ڈی۔ ایل ایل

چیئرمین، ثانوی تعلیمی بورڈ، راولپنڈی۔

Marfat.com

اپنی بات

اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو اپنے فضل و کرم سے نوازنا چاہتا ہے اور اس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور الحمدللہ میں جب بھی سوچتا ہوں تو اپنے آپ کو اُن ہی خوش قسمت لوگوں میں پاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرما کر اپنے خالص دین کی سمجھ عطا فرمائی اور میری خوش نصیبی میں میرے قابلِ صد احترام اساتذہ جناب ماسٹر نور حسن صاحب، میاں سلطان سکندر مرحوم، پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم مرحوم، میاں بشارت رسول صاحب سی ایس پی ریٹائرڈ اور حاجی روشن علی مرحوم کے ساتھ میرے وہ ساتھی، دوست، ہمدرد و غمگسار بھی برابر کے شریک ہیں جنہوں نے صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہونے میں میری ہر طرح سے مدد فرمائی۔ میں اپنے تمام ساتھیوں میں سے خصوصاً حاجی محمد اسحٰق صاحب شیخ، سید محمد حیدر صاحب زیدی، ڈاکٹر ایم یٰسین ظفر صاحب چودھری اور جناب چودھری محمد شفیق صاحب ایم۔ اے کا سرتاپا ممنون و مشکور ہوں کہ اُن کی دُعاؤں اور محنت و کاوش کا ہی یہ ثمر ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن و حدیث کی لازوال دولت سے میرا دل مالا مال ہے اور اس نعمت کو پالینے پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر یہ ادا کروں کم ہے کیونکہ دین کی سمجھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت، یہ کرم نوازی، یہ اعزاز، یہ انعام، یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

"تاریخِ اسلام کے مطالعہ کا مجھے ابتداء ہی سے شوق ہے، کیوں کہ میرے نزدیک جو قوم اپنے اسلاف کی تاریخ اور ان کے کارناموں سے غافل ہو وہ کبھی بھی اپنی ہستی کو صحیح

Marfat.com

معنوں میں قائم نہیں رکھ سکتی۔ اگر غور سے اور بہ نظرِ انصاف دیکھا جائے تو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی تاریخ جتنی شاندار ہے ویسی دُنیا کی کسی اور قوم کی نہیں۔ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم اور فیضِ صحبت نے عرب کی جو کایا پلٹ دی اور جس طرح عربوں کو دُنیا کی ترقی کا منبع اوّل بنا دیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آنحضورؐ کی مُبارک زندگی پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے میری دلی عقیدت کا بیّن ثبوت ہے میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں اخلاقِ نبوی کے ہر گوشہ کو پرو دیا جائے ممکن ہے پھر بھی کوئی کمی رہ گئی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ماہ ربیع الاوّل میں اس ہستئ اعظم کو پیدا کیا جو وجۂ خلقِ کائنات ہے، جس کی ذات کا احسان چاند ستاروں کی روشنی ہے۔ وہ ذاتِ بابرکات جو خاتم النبیینؐ بھی ہے اور سید المرسلینؐ بھی، جن کی آمد سے روشنی پھیلی، کدورت اور ظلم کا سورج غروب ہوا۔ جہالت کی تمام تر تاریکیاں ختم ہوئیں۔ رسولِ اکرمؐ کی پاک ہستی نے انسانیت اور احترامِ انسانیت کا درس دیا۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل اور بھرپور نمونہ ہے۔ رحمت للعالمینؐ ایمان داری، محبت، اخوت، صداقت، شجاعت، سخاوت، مہارت، خطابت، حکومت، غرضیکہ زندگی کا ہر شعبہ ایک زندہ اور روشن مثال ہے۔ حضورِ پُرنور کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ بنا کر بھیجی گئی ہے۔ کاش! ہم آج بھی اس پر پوری طرح عمل پیرا ہوں تو دُنیا کی امامت ہمارے ہاتھوں میں دے دی جائے گی۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پاکستان اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اخلاقی بلندی، روحانی بالیدگی اور معاشی خوش حالی کا مرقعِ زیبا نہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اطاعتِ رسولؐ کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیں۔

میں اپنی اس تصنیف کو مستقل کتاب کا عنوان نہیں دے سکا۔ لیکن اگر میرے اللہ نے مجھے مزید توفیق دی تو میں یہ سلسلہ جاری رکھوں گا۔ حضورِ پُرنور کی زندگی کے ہر گوشے کو

Marfat.com

یں نے قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ قارئین ہر حال میں اپنے آقاؐ کے پیغام پر عمل اور اُن کے سیرت و کردار کی مکمل طور پر پیروی کریں گے۔
حضورِ اکرمؐ کا اخلاقِ حسنہ رہتی دُنیا تک یادگار رہے گا۔ اُن کی زندگی اسلام کی ایک مکمل تفسیر ہے۔ اگر ہم نے ایسا ہی کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ آج بھی ہم پھر وہی وقار، دبدبہ اور شان و شوکت حاصل کر لیں جو غلامانِ محمدؐ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کے بغیر ہمارے دعوے باطل اور ہماری باتیں محض زبانی جمع خرچ کہلائیں گی۔ یہ اوراق تشنہ رہ جائیں گے اگر میں ان احباب کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے ہر قدم پر میری بھرپور معاونت فرمائی۔ کتاب کو مفید بنانے میں جناب طارق محمود انجم نے مفید مشورے دیئے۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم مرحوم نے کتاب کی تیاری میں میری راہنمائی فرمائی۔ میرے پیارے لختِ جگر محمد وسیم الحسن نے بھی کتاب کی تیاری میں میرا پورا پورا ساتھ دیا۔ میرے برادرِ عزیز مسعود الحسن صاحب اور حاجی الطاف حسین بھی میرے بھرپور شکریے کے مستحق ہیں جو اس کتاب کی تصنیف کا سبب بنے۔ جناب راجہ ریاست علی خان صاحب، چیئرمین انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیمی بورڈ راولپنڈی کا بھی ممنونِ احسان ہوں کہ انہوں نے انتہائی مصروفیات کے باوجود اس کتاب کا پیش لفظ لکھا۔
مجھے یقینِ کامل ہے کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کی حامل ہو گی۔ میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے۔ میں اُن کی تمام تر تجاویز اور ٹھوس مشوروں کا دلی طور پر احترام کروں گا۔ نیز یہ اُمید کروں گا کہ وہ جہاں کہیں بھی کوئی غلطی یا خامی پائیں مجھے اپنی اوّلین فرصت میں اس سے آگاہ فرمائیں میں اُن کی تجاویز کا خیر مقدم کروں گا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ میری اس حقیر سی کوشش کو قبول کر کے میرے لئے توشۂ آخرت بنائے اور مجھے مزید دین و دُنیا کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شفیق احمد عزیز
ساگری (جہلم)
۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ ہجری
۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء

Marfat.com

Marfat.com

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبالؒ)

Marfat.com

محسنِ انسانیتؐ

سلام اُسؐ پر کہ جو ہادیٔ برحق ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو خلقِ عظیم ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو وجہ نجات ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو معراجِ آدمیت ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو سلامتی کی نوید ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو منبعِ علم ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جو سراپا رحمت ہے۔

سلام اُسؐ پر کہ جس کی یاد باعثِ برکت ہے۔

سلام اسؐ پر کہ جس نے ہمیں اخوّت، مساوات، اخلاق، رواداری، امن وسلامتی، عفو و درگزر، نیکی، محنت، دیانت، صداقت، امانت اور جمہوریت کی مثالی عملی تعلیم دی۔

سلام اُسؐ پر کہ جس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں مثالی توازن کا نمونہ پیش کیا۔

سلام اُسؐ پر کہ جس نے دین اور دُنیا میں سرخروئی کا راستہ دکھایا۔

سلام اُسؐ پر کہ جو رحمتہ اللعالمین ہے۔

Marfat.com

محسنِ انسانیتؐ

دُنیا کفر و ضلالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انسانیت کی قدروں کو پامال کیا جاتا تھا۔ شرم و حیا کے سرِعام چیتھڑے اُڑائے جاتے تھے۔ خطۂ عرب جو کبھی تہذیب تمدن کا گہوارہ تھا اپنی تمام تر روایات کو چھوڑ کر مختلف گروہوں میں بٹ چکا تھا ہر قبیلہ اپنی جھوٹی اَنا اور آن کی خاطر ذرا ذرا سی بات پر دوسرے قبیلے سے اُلجھ پڑتا۔ تلواریں نکل آتیں اور پھر یہ خوں ریزی مدتوں جاری رہتی۔ انتقام در انتقام کی رسم سے ہنستے بستے گھر اُجڑتے رہتے، اخلاقی پستی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، لوگ شراب پیتے تھے جواء کھیلنا ان کا روزمرہ کا شغل تھا، ہر قسم کا عیب ان میں موجود تھا۔ وہ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ انہیں کوئی بیٹی کا طعنہ نہ دے سکے۔ داماد کو گالی تصوّر کیا جاتا تھا۔ مذہب کا تصوّر ذہنوں سے محو ہو چکا تھا۔ وہ ایک خدا کو چھوڑ کر بُتوں کی پوُجا کرتے تھے۔ اُن سے مرادیں مانگتے تھے، ہر حاجت روائی کے لئے ایک علیحدہ بُت مخصوص ہوا کرتا تھا، کوئی بارش کا خدا تھا، کوئی روزی دینے والا تصور کیا جاتا تھا۔ کسی سے اولاد مانگی جاتی تھی اور اس طرح ربِ کعبہ کی نفی کر کے اُس کی عظمت و الوہیت کا مذاق اُڑایا جاتا تھا۔ خدا کے گھر (خانہ کعبہ) کو بُتوں سے بھر دیا گیا تھا۔ اُس میں ۳۶۰ بُت تھے اور سال کے ہر دن کے لئے ایک علیحدہ خدا بنا لیا گیا تھا ایسے میں جہالت کے اُس اندھیرے کو دُور کرنے اور آدمی کو انسانیت کی قدروں سے روشناس کرانے

Marfat.com

کے لئے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور فاران کی چوٹیوں سے اُس آفتاب کی کرنیں نمودار ہوئیں۔ جس نے دُنیائے عرب کو تو کیا عالمِ آب و گل کے ہر گوشے کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منوّر کر دیا گمراہی کی تاریکیاں اپنی موت آپ مر گئیں۔ ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں مکہ کے ایک معزز ہاشمی حضرت عبداللہؓ اور حضرت آمنہؓ کے گھر میں صبح کے ہلکے سے اُجالے میں مشرق سے طلوع ہونے والا مہرِ درخشاں اپنے جلو میں ایسی رنگینیاں لایا جس کے پس منظر میں ہزاروں رحمتوں کا نزول، مایوس اور افسردہ دل لوگوں کے لئے لاکھوں اُمیدوں کے چراغ روشن تھے۔ طائرانِ خوش نوائے بِ کریم کی اس عنایت پر اپنی اپنی بولیوں میں حمد و ثنا کے گیت گا رہے تھے۔ ہوائیں نغمہ ریز تھیں زمین اپنی خوش نصیبی پر رشک کر رہی تھی اور فلک اپنی بیکراں وسعتوں میں پھیلا ہوا شاداں و فرحاں گلشنِ ہستی پر شبنم کے موتی لٹا رہا تھا۔ پھولوں اور کلیوں کے دل ایک جانی پہچانی خوشبو کے اثر سے فضا کو مزید معطّر کر رہے تھے اُمید کی شمع روشن ہو چکی تھی۔

آپؐ کی ولادت دُرِ یتیم کی حیثیت سے ہوئی۔ آپؐ کے والد حضرت عبداللہؓ آپؐ کی پیدائش سے چھ ماہ پہلے وفات پا چکے تھے۔ دادا عبدالمطلب نے آپؐ کو اپنی آغوش میں لیا اور اسی حالت میں خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ درازیٔ عمر کی دُعا مانگی اور اپنے ہاتھ سے گھٹی دی۔ اس موقع پر انہیں اپنے بیٹے کی کمی شدّت سے محسوس ہوئی اور اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پوتے کا جیتا جاگتا اور دھڑکتا ہوا وجود اُن کی دھڑکنوں میں سکون و طمانیت کے خزانے بکھیر رہا تھا۔ آپ کے بے مثال حسن و جمال نے دادا کی ہر شفقت کو اپنے اوپر نچھاور ہونے پر مجبور کر دیا۔

یہ دن اس انسانِ کامل کی زندگی کے آغاز کا دن تھا جسے اقوامِ عالم کو ایک مکمل دین عطا کرنا تھا اور شاہراہِ حیات پر چلنے کے لئے ایک راستہ متعین کرنا تھا جسے گمراہی کے جال میں جکڑی ہوئی قوموں کو فلاح کی ڈگر پر رواں کرنا تھا ہم ہر سال

Marfat.com

س عظیم انسان کی پیدائش کا دن مناتے ہیں اور ان کی یاد ہر وقت ہمارے سینوں یں پوری طرح موجزن رہتی ہے۔

ان کے دادا نے محمدؐ اور انؐ کی والدہ نے احمدؐ کے نام سے موسوم کیا۔ احمد کے نام کی بشارت جناب آمنہ کو خواب میں فرشتے کی طرف سے ہوئی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دادا کے ذہن کی اُپج تھا۔ جب کسی شخص نے اُن سے یہ پوچھا کہ آپ نے اپنے پوتے کا نام اپنی روایات سے ہٹ کر کیوں رکھا تو حضرت عبدالمطلب نے سرکارِ دو عالمؐ کے ننھے سے وجود کو اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا "تم خود ہی بتاؤ میں اس کا نام محمد نہ رکھوں تو اور کیا رکھوں"؟

Marfat.com

آفتابِ رسالتؐ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سفرِ ہجرت کے دوران اُمِ معبدؓ کے خیمے میں کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا تھا۔ حضورؐ اور آپؐ کے ہمراہی پیاسے تھے۔ اُمِ معبدؓ کی مریل سی بکری نے حضورؐ کی برکت سے وافر مقدار میں دودھ دیا۔ حضورؐ نے بھی نوش فرمایا اور آپ کے ہمراہیوں نے بھی پیا۔ پھر بھی دودھ بچ رہا۔ اُمِ معبدؓ کے شوہر نے گھر آ کر دیکھا تو حیرت سے پوچھا یہ کیا؟

اُمِ معبدؓ نے تفصیل بیان کی وہ پوچھنے لگا اچھا اُس شخص کا نقشہ تو بیان کرو، یہ وہی تو نہیں جس کی تمنّا ہے اس پہ اُمِ معبدؓ نے حضور کی جامع لفظی تصویر کھینچی۔ یوں تو صحابہ کرامؓ نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حضورؐ کے حلیۂ مبارک کا تعارف کرایا لیکن جس انداز سے اُمِ معبدؓ نے اظہارِ خیال کیا ہے اُس کی مثال شاید ہی مل سکے۔ جس شخص نے بھی تعصّب اور عِناد کی پٹی کھول کر شمع رسالتؐ کا نظارہ کیا۔ وہ آپ کی شخصیت کی دل کشی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

طارق محاربی کا بیان ہے کہ ایک قافلہ آیا تو حضورؐ نے ایک آدمی سے اُس کے اونٹ کا سودا کر لیا اور یہ کہہ کر اونٹ کو ہانک لائے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں قافلے والے گھبرا گئے تو ایک خاتون نے کہا مطمئن رہو، میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا وہ کبھی تمہارے ساتھ بدمعاملگی کرنے والا شخص نہیں ہو سکتا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضورؐ

Marfat.com

کو دیکھ رہا تھا۔ آپؐ اُس وقت سُرخ کپڑا زیبِ تن کئے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپؐ کو۔ بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضورؐ چاند سے زیادہ حسین ہیں۔ بہت سے لوگ تو صرف حضورؐ کے جمالِ مبارک کے دیدار ہی سے منزلِ ایمان ویقین تک پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن سلام پہلے یہودی تھے۔ اُن کی نظر جب پہلے پہل حضور کے چہرۂ اقدس پر پڑی تو پُکار اُٹھے "خدا کی قسم! اس چہرے والا شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ نہیں کرسکتا۔"

چہرہ:۔ حضورؐ کا چہرہ مبارک نہایت ہی خوبصورت تھا پُرگوشت اور کسی قدر بیضوی تھا۔ چہرۂ مبارک گول تھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ (ترمذی شریف)

رنگت:۔ حضورؐ کا رنگ گورا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کے الفاظ میں رنگت ایسی تھی گویا بدن چاندی سے ڈھلا ہوا تھا۔ حضرت اُنسؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کی رنگت نہ چونے کی طرح سفید تھی نہ سانولاپن بلکہ گندمی رنگ کی، جس پر سفیدی غالب تھی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی رنگت سُرخی مائل سفید تھی۔ (شمائلِ ترمذی)

رُخسار:۔ حضورؐ کے رُخسار بالوں سے صاف تھے کوئی بات ناگوار گزرتی تو سُرخ ہوجاتے۔ ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے رُخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے اور ذرا سا گوشت نیچے کو ڈھلکا ہوا تھا۔ (شمائل ترمذی)

دہن:۔ حضرت جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ کے بیان کے مطابق آپؐ کا دہن مُبارک لطافت کے ساتھ کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ (شمائل ترمذی)

دانت:۔ حضورؐ کے دندانِ مبارک نازک تھے اور سچے موتیوں کی طرح سفید اور چمکدار تھے۔ ان میں ذرا ذرا سی ریخیں تھیں۔ سامنے کے دانتوں میں ہلکی سی درز تھی۔ تمام دانت نہایت صفائی اور ترتیب سے دو صفوں میں قائم تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بیان کی رُو سے حضورؐ کے دانت بڑے ہی چمکدار تھے۔ منہ کھولتے تو دانتوں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ (دارمی)

Marfat.com

ناک :- آپ کی ناک بلندی مائل تھی، اس پر نورانی چمک تھی۔ ہند بن ابی ہالہ کے قول کے مطابق حضورؐ کی ناک چمک لئے ہوئے بلندی مائل تھی جس کی وجہ سے پہلی نظر میں بڑی معلوم ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

آنکھیں :- حضورؐ کی آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ تھیں۔ حضرت علیؓ کے بیان کی رُو سے آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں :- پتلیاں سیاہ، نگاہیں جھکی ہوئی، گوشۂ چشم سے دیکھنے کا حیادارانہ انداز تھا۔ آنکھوں کے خلنے لمبے تھے اور رنگت سرمگیں تھی۔ (شمائل ترمذی)

پیشانی :- (ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ حضورؐ کی پیشانی کشادہ تھی) حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ آپؐ کی پیشانی سے مسرت جھلکتی تھی۔

سر اور بال :- حضور کا سر بڑا بال گھنے اور سیاہ تھے کانوں کی لو تک دراز ہوتے اور جب شانوں تک آجاتے تھے تو تراش کر کم کر دیئے جاتے تھے۔ بال نہ بالکل گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے بلکہ ہلکی لہریں بالوں پر پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ بالوں کی سیاہی آخری عمر تک برقرار رہی۔ کنپٹیوں پر اور سر میں بہت تھوڑے بال سفید ہوئے تھے۔ لیکن حضورؐ جب تیل لگاتے تو سفیدی نظر نہ آتی تھی۔ ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں نبی کریمؐ کا سر بڑا مگر اعتدال اور تناسب کے ساتھ تھا۔ مانگ سر مبارک کے بالوں کے درمیان سے نکلی ہوئی اور نمایاں تھی۔ بدن مبارک پر بال زیادہ نہ تھے۔ کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصے پر تھوڑے بال تھے۔ (شمائل ترمذی)

ریش :- ریش مبارک بھرپور تھی۔ کنپٹیوں سے حلق تک پھیلی ہوئی پوری داڑھی سیاہ تھی۔ آخری عمر میں صرف ٹھوڑی سے اوپر کچھ بال سفید نظر آتے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ کے بیان کی رُو سے آپؐ کی ریش مبارک گنجان اور بھرپور تھی۔ (شمائل ترمذی)

گردن :- حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کی گردنِ مبارک چاندی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی

Marfat.com

ں۔ ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاندی سے تراش کر بنائی گئی ہو۔ (شمائل ترمذی)

سم:۔ حضورؐ کا جسم بھرا بھرا مگر متوازن و متناسب، گٹھا ہوا، سڈول، مضبوط اور توانا ا۔ جلد نہایت صاف تھی۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کا بدن فربہ نہیں تھا۔ ند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپؐ کا بدن گٹھا ہوا تھا اور اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی ی اور مضبوط تھیں (شمائل ترمذی)۔

ند:۔ آپ کا قد انتہائی مناسب تھا نہ بہت لمبا نہ بہت چھوٹا۔ لوگوں کے ہجوم میں ضورؐ اپنے قد کے اعتبار سے نمایاں نظر آتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کا ر نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ پست۔ حضورؐ کا قدِ مبارک مائل بہ دراز تھا اور مجمع میں دوسروں سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ہتھیلیاں نرم، فراخ اور پُرگوشت تھیں۔ ہند بن ابی ہالہ بیان ہے آپؐ کی کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ اور انگلیاں موزوں حد تک لمبی تھیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ریشم کا کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز ایسی نہیں کہ جسے یں نے چھوا ہو اور وہ حضورؐ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور گداز محسوس ہوئی ہو۔ حضورؐ کے پاؤں لمبے، گداز اور بھرے ہوئے تھے۔ انگلیاں موٹی اور تلوے صاف ستھرے تھے جو درمیان میں سے اُٹھے ہوئے تھے۔ انگوٹھے کے بعد کی انگلی باقی انگلیوں سے بڑی تھی۔ ایڑیاں پتلی پتلی اور خوبصورت تھیں۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی پنڈلیاں پُرگوشت نہ تھیں بلکہ ہلکی ہلکی تھیں۔ حضورؐ کے پاؤں پُرگوشت تھے تلوے قدرے گہرے اور قدم اتنے چکنے کہ پانی نہ ٹھہرے۔

یہی وہ حلیۂ مبارک تھا جس کی جمالیاتی کیفیتوں کو بیان کرتے ہوئے شاعر حسانؓ بن ثابت نے ایک قصیدے میں کہا تھا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت فرزند کسی عورت

Marfat.com

کے بطن سے پیدا نہیں ہوا۔ آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے، اس لئے حضورؐ جب خود بھی آئینہ دیکھتے تو فرماتے الحمد للہ الذی حسن خلقی (خدا کا شکر ہے کہ جس نے میری صورت اور سیرت دونوں حسین بنائیں)۔

Marfat.com

نورِ مجسّمؐ

ربیع الاوّل آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا مہینہ ہے - آپؐ کی تشریف آوری سے جہانِ رنگ و بُو میں ایک بہار آگئی - کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کے بادل چھٹ گئے - سسکتی ہوئی مظلوم انسانیت کو سہارا ملا - عورت جیسے منحوس ہستی گردانا جاتا تھا اور معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہ تھی آپؐ نے اُسے صحیح اور باعزّت مقام بخشا - حضورؐ نے معاشرہ تشکیل دیا - محسنِ انسانیت حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد اور آپ کے قیام و منصب کا تذکرہ قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر الہامی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہے - انبیائے کرام نے اپنے عہد میں حضور نبی کریمؐ کی بعثت کی بشارتیں دیں - یہاں صرف حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی ایک خوش خبری (جو کتابِ بشارت میں موجود ہے) تحریر کئے دیتا ہوں -

"میں تم سے ایک عظمت والی بات کہتا ہوں - اس کو تُم یاد رکھو اور اپنے آنے والوں کو بشارت دو کہ سب ہادیوں سے افضل ایک راہ دکھانے والا آئے گا جو تمہارے ضعیف اور حقیر طبقے کو بلندی پر پہنچائے گا - وہ حق کا سب سے بڑا منادی ہوگا -"

اس بشارت پر صنفِ نازک کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا ہے - حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی سے پیشتر عورت کو زندہ درگور کرنا، قرضہ پر عارضی طور پر دینا اور اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کرنا معیوب نہ تھا، عورت کو قابلِ نفرت

Marfat.com

زہریلا بچھو، مردوں کو تباہ کرنے والا شیطانی آلہ اور ذلیل ہستی تصور کیا جاتا تھا۔ اس کا اعتراف فرانس کے مشہور مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان نے "تمدنِ عرب" میں کیا ہے کہ بے شک پیغمبرِ اسلام نے عورتوں کے ڈوبتے ہوئے وقار کو سہارا دیا اور تباہی سے بچایا۔ اسی طرح روس کے ایک فلاسفر ٹالسٹائی نے اپنی ایک کتاب میں تحریر کیا ہے کہ اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ اسلام کا تمدنی طریقہ نہایت ہی قابلِ تعظیم اور لائقِ عمل ہے جس میں عورت کے حقوق کا احترام کیا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام کے آنے سے قبل عورت ہر طرح سے محروم تھی۔ عیسائی جماعت اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ غیر مسلم مفکر بھی کھلے بندوں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ سوسائٹی میں حضور نبی پاکؐ نے عورت کے حقوق کا تحفظ فرمایا اور اسے ایک باعزت مقام پر فائز فرمایا۔ کاش عورت اپنے مقام کو سمجھے، اپنے نبیؐ کی تعلیمات آپؐ کی صاحبزادی خاتونِ جنت فاطمہ الزہرا کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھے، آخری وقت بھی خاتونِ جنت نے وصیت کی کہ "میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے تاکہ غیر محرم مرد کی مجھ پر نظر نہ پڑے"۔

حضورؐ نے بے پردگی سے سخت منع فرمایا ہے۔ بے پردہ لباس، زیب تن کرنے اور غیر محرم کو دکھانے کے لئے زیب و زینت اختیار کرنے والی عورت کو جہنمی فرمایا ہے۔ عصری تقاضے بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ مسلمان سُنتِ نبوی پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ اُن کا گھریلو ماحول پاکیزہ اور امن و سکون کا گہوارہ ثابت ہو۔ نئی نسل غیور و خود دار ہو کر اپنی عظمتِ رفتہ حاصل کرے۔

یہاں آپؐ کے اسم گرامی کی برکت، ولادتِ باسعادت کی خوشی اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولانا روم نے مثنوی میں ایک قومی تہوار کا ذکر کیا ہے انہوں نے انجیل کی تلاوت کے دوران اس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا اسمِ گرامی دیکھا اور آپؐ کا ذکر پڑھا اُسے مثنوی میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا بود در انجیل نامِ مصطفےٰ

بود ذکرِ عزو و صوم و اکلِ اُو بود ذکرِ حلیہا و شکلِ او

آپؐ کا نام، شکل وصورت، خورد و نوش، صوم و صلوٰۃ اور جہاد کا ذکر مرقوم تھا۔ عیسائیوں کے ایک گروہ نے نبی پاکؐ کے اسمِ پاک کی توہین کی۔ اس پر ظالم حکمران مسلط ہوئے جنہوں نے انہیں نشانۂ ظلم وستم بنا کر ذلیل وخوار کیا۔ دوسرے گروہ نے آپؐ کے نامِ نامی کو چُوما اور توصیف کی۔ اُن کو امن وامان نصیب ہوا اور وہ ظالم امیروں، وزیروں کے ظلم وشر سے محفوظ رہے۔

میلاد النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ پاک کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے وہ ایک دن اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے حالات سُنا رہے تھے۔ لوگ سُن سُن کر خوش ہو رہے تھے۔ اچانک اُس مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے، آپؐ نے فرمایا "تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی ہے"۔

آخر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبِ سعید کی افادیت اور اس پر مرتب ہونے والے دینی و اُخروی ثمرات کے متعلق مصورِ پاکستان علامہ اقبالؒ کی ایک تقریر سے اقتباس پیشِ خدمت ہے:۔

"ڈاکٹر اقبالؒ نے فرمایا کہ جذبۂ شوق وذوق اور تقلید وعمل قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں، پہلا طریقہ تو درود شریف ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک بن چکا ہے، دوسرا طریقہ اجتماعی ہے، کثیر تعداد میں مسلمان جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو وہ آپؐ کی سوانحِ زندگی بیان کرے تاکہ مسلمانوں کے قلوب میں ذوق وشوق پیدا ہو، تیسرا

Marfat.com

طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کثرت اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا مظہر ہو جائے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے آج کے دور میں مسلمانوں کی تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے اور ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھوں میں ہے۔ صدرِ اسلام میں اسکول کالج اور یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تربیت عام تھی۔ مولا کریم و رحیم تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکمل غلامی و اتباع کی توفیق بخشے آمین۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

Marfat.com

رحمتِ عالمؐ

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے لئے سراپا رحمت ہیں لیکن سب سے اہم اور بنیادی بات اُس ہستی کا مبارک وجود ہے اس لیئے کہ آپؐ کے بغیر رحمت کی کوئی جہت تصور میں نہیں آسکتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیقِ عالم ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ اپنی موجودگی میں آپؐ کی ذاتِ بابرکات کا مرہونِ منت ہے لہٰذا جب کائنات کی ہستی اور وجود آنحضرتؐ کی وجہ سے ہے تو اب جو رحمت بھی ہوگی وہ سرورِ عالم ہی کے تابع ہوگی۔ اس لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین (نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر کائنات پر رحمت فرمانے کے لئے) اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رضائے الٰہی سے تعلق رکھتی ہے پھر یہ رضا جتنی زیادہ ہوگی رحمت بھی اسی نسبت سے زیادہ ہوگی۔ اگر رضا میں کمی ہے تو پھر رحمت میں بھی کمی ہوگی۔

آنحضورؐ نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو اصول بتلائے ہیں۔ تاریخ کے کسی دور میں بھی کسی مصلح، مفکر، پیغمبر یا رسولؑ نے نہیں بتائے اور اس کا ثبوت قرآن مجید کی یہ آیت ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (آج کے دن دین مکمل ہوا اور خدا کی نعمتیں عام ہوئیں) حضرت رسولِ اکرمؐ نے ہی اللہ اور بندوں کے درمیاں اس حقیقی تعلق کو واضح کیا جو رضائے الٰہی کا موجب بنتا ہے اس حقیقی تعلق کی رُو سے آنحضرت کو کائناتِ عالم کے لئے رحمت قرار دیا گیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد کے موقع پر فرمایا وَلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّ رَحْمَۃً (مجھے

Marfat.com

تو خدا کی طرف بلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے۔ رحمت ان معنوں میں کہ دُنیا کو بڑی شدّت سے آنحضورؐ کی آمد آمد کا انتظار رہا۔ ابنِ آدم برائیوں میں مُبتلا تھے۔ خیر اور بھلائی کا نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ سابقہ رسولوں کی شریعتیں بُری طرح پامال ہو چکی تھیں۔ الہامی فکر کسی رنگ میں بھی باقی نہیں رہی تھی۔ آپؐ سے پیشتر جو نبی اور مُرسل آئے وہ مخصوص قوموں یا بستیوں کی طرف آئے تھے اور اُن کا پیغام سارے عالم کے لئے نہیں تھا، بلکہ محدود طبقے ہی اُن کی دعوت سے متاثر ہوئے۔ رحمتِ عالمؐ کی بعثت کے بعد کفر واقعی نابود ہوا۔ ہدایت کا اُجالا جگمگانے لگا، گمراہی کی تاریکی دور ہوئی۔ قرآن مجید نے اس کے متعلق مژدہ سنایا "جاء الحق و زھو الباطل ان الباطل کان زھوقاً" (حق آیا باطل مٹ گیا اور باطل کو آخر مٹ ہی جانا تھا)

اب حق کے آتے ہی رحمت کا وہ تصور اُبھرا جس کے لئے انسان صدیوں اور قرنوں سے ترس رہے تھے۔ صداقت کی جلوہ نمائی نے منزل کی سمت راہبری کی اور لوگ اپنے دامن کو امیدوں سے بھر کر نکلے تو اس انداز سے کہ دُنیا بھر کے راہبر بن گئے۔

رحمتِ عالم کے وسیلے سے وہ ایک نئے اُفق سے آشنا ہوئے، جو ننگِ انسانیت تھے وہ انسان بن گئے۔ جو وحشی اور تُند خو تھے، شائستگی سے ہمکنار ہوئے۔ جہالت جن کی گھٹی میں پڑی تھی وہ یکایک علم و دانش کی شمع تھام کر نکلے اور چار دانگ عالم میں حقیقت کا اُجالا بکھیرنے لگے۔ اُن کی درندگی باہمی الفت اور اخوت میں بدل گئی۔ نفرت کا زہر اخوت و محبت نے باطل کر دیا۔ حریم کعبہ میں جہاں تین سو ساٹھ بُت پوجے جاتے تھے وہاں صرف خدائے واحد کی پرستش ہونے لگی۔ وہ دل جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی رہتے تھے بندگی سے معمور ہو گئے۔

رحمۃ للعالمین کا یہ پہلو اور اُس کی عملی شکل اس سے پہلے اس رنگ سے کبھی

Marfat.com

دیکھی نہ گئی تھی۔ حصولِ مقصد کے لئے آنحضرتؐ نے تبلیغِ عام کا سلسلہ شروع کیا۔ تو اہلِ قریش نے قدم قدم پر مشکلات کھڑی کیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تشدد کا جواب ایک مسکراہٹ سے دیا۔ طائف کی وادی میں حضورِ اقدسؐ پر پتھر برسائے گئے۔ جسمِ اطہر لہو لہان ہوا۔ مگر رحمتِ عالم نے فرمایا "اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو کیا ہوا، ان کی آئندہ نسلیں تو توحید پر ضرور ایمان لے آئیں گی۔ پھر جب مخالفتوں کا طوفان حد سے گزرنے لگا تو حضورؐ سے بددعا فرمانے کے لئے کہا گیا۔ مگر رحمتِ عالم نے صرف اتنا فرمایا "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ اپنے نفع و نقصان کو جانتے ہی نہیں"۔

تیئس (۲۳) برس کی مخالفانہ سرگرمیوں کے بعد جب سرورِ کائناتؐ مکہ کی وادی میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے تو اعلان فرمایا کہ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ آج رحمتوں کے انوار برسیں گے۔ آج کسی سے انتقام نہیں لیا جائے گا۔ کسی کا خون نہیں بہایا جائے گا اور یہی ہوا جب وہ جان کے پیاسے دشمن حضورؐ کے پاس آئے اور سر جھکا کر ندامت کے ساتھ کھڑے ہوئے تو رحمتِ عالم نے پوچھا "کچھ جانتے ہو میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں" انہوں نے کہا کہ ہمیں شان رحمۃ للعالمین سے پوری اُمید ہے کہ آپ رحمت فرمائیں گے۔ اُس وقت رحمت کا بحرِ بیکراں جوش میں آیا اور آپؐ نے فرمایا "آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جاؤ تم سب چھوڑ دیئے گئے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے وہ بہت رحم فرمانے والا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ بعثتِ نبویؐ کے وقت دُنیا کے ایک بڑے حصے میں عیش و عشرت کی فضا چھائی ہوئی تھی اور انسانیت کی بربادی کے وہ تمام ذرائع پوری شدت کے ساتھ موجود تھے جس سے نسلِ آدم کی کھیتی پامال ہو رہی تھی۔ معاشرہ کی معاشی اور تمدنی زندگی میں بھی بدنظمی اور بے انصافی راہ پا گئی تھی۔ چنانچہ پورے عالم کے لئے سراپا ہدایت بن کر آنے والے آخری رسولؐ نے انسانوں کی اصلاح کا کوئی پہلو تشنہ

Marfat.com

نہیں چھوڑا اور مسلمانوں کے باہمی حقوق کی حفاظت کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کا بھی تعین فرمایا۔ اس کا واضح ثبوت حجۃ الوداع کا وہ خطبہ ہے جو ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں کے مجمعٔ عام میں ارشاد فرمایا یعنی ۲۳ برس سے پہلے کوہِ صفا کے اعلان سے جس حقیقت کا آغاز ہوا اب جبل عرفات سے اس کی تکمیل کا مژدہ سنایا گیا۔ اس جگہ انسانی حقوق جیسے اہم مسائل پر گفتگو فرمائی گئی اور ایک ایسا ضابطۂ حیات مرتب فرما دیا جس پر عمل پیرا ہو کر دُنیا کے مشکل مرحلوں میں ہمیشہ راہنمائی حاصل کی جاتی رہی ہے۔

اسلام سے پہلے معاشرہ میں صرف کفر و ضلالت اور جور و ستم کا دور دورہ نہ تھا بلکہ اخوت و مساوات کا کوئی تصور بھی موجود نہ تھا۔ کہیں سرمایہ دار آقا تھے یا مفلس وفادار غلام، خواتین کو دُنیا کے کسی ملک میں بھی عزت کا مقام حاصل نہ تھا۔ باہمی جنگوں اور خون ریزیوں سے دامنِ کائنات کو داغدار بنا رکھا تھا۔ نسل رنگ اور خاندان کی بنیاد پر ساری دُنیا فخر و غرور کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ ہو رہے تھے۔ اس الوداعی خطبہ میں رحمتِ عالم نے معاشرتی، سماجی، اور سیاسی ضابطۂ حیات کے اصول واضح کر کے انسانوں کو آبرومند زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ کتنی ہی جان لیوا مصیبتوں سے نجات دلا دی۔ کتنی ہی ظالمانہ رسموں کی بلند و بالا عمارتیں پیوندِ خاک ہو کر رہ گئیں اور پیغمبرِ رحمت نے رحمت کے چھینٹوں سے کائنات کی آبیاری کر دی۔

Marfat.com

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اندازِ تربیت

سرورِ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے سلسلے کا آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس لئے جو پیغام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعے بھیجا گیا وہ بھی مکمل اور آخری ہے یعنی دین کی تکمیل ہوگئی۔ نبی اکرمؐ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کے بارے میں بے شمار کتب اور مضامین لکھے جاچکے ہیں۔ مگر آج بھی ہم آپؐ کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں نہایت ہی مفید سبق ملتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ کا بچپن دایہ حلیمہ سعدیہ کی گود میں اور عرب کے ریگستانی علاقے میں کٹا۔ پھر آپؐ نے مکہ میں اپنی والدہ محترمہ اور محترم دادا جان کے پاس چند برس گزارے۔ یتیمی کی حالت میں آپؐ کے چچا ابوطالب آپ کی بھرپور نگہداشت کرتے رہے۔ ہوش سنبھالا تو تجارتی قافلوں کے ساتھ تجارت میں مصروف ہوگئے۔ پچیس برس کی عمر میں شادی کے بعد اپنے گھر کی دیکھ بھال اور دیگر فرائض کی انجام دہی کی طرف توجہ فرمائی۔ یہاں تک کہ چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کی ذمہ داریوں کا بوجھ آپؐ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کی ذمہ داری ملنے سے قبل آپؐ نے کوئی عمومی تعلیم حاصل نہیں فرمائی تھی۔ البتہ آپؐ کے مشاہدات اتنے گہرے ہوتے تھے کہ وہ دل پر پوری طرح نقش ہوجاتے تھے۔

نبوت کے بعد رب العزت نے حضور کی تربیت خود فرمائی۔ آپؐ پڑھنا نہیں

Marfat.com

جانتے تھے۔ مگر سب سے پہلے وحی پر آپؐ سے فرمایا گیا کہ اللہ جس نے تمام دُنیا کو پیدا فرمایا اس کے نام پر پڑھ۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کا آغاز ہی تعلیم و تربیت سے کیا گیا اور ہر موقع پر آپ کی راہنمائی فرمائی گئی۔ آپؐ کو تربیت دینے والا وہ خود ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ پھر آپؐ کو ہدایت دی گئی، کہ آپؐ انسانیت کو تعلیم دیں۔

آپؐ کی زندگی میں نبوت کا سب سے پہلا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے تربیت کا آغاز اپنے ہی گھر سے کیا۔ آپؐ کی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کو جب اسلام کی تعلیمات پیش کی گئیں تو انہوں نے بالکل توقف نہیں کیا بلکہ مومنوں کی صف میں سب سے پہلے داخل ہو گئیں۔ پھر اُم المومنینؓ نے اپنے مال، اپنی جان، اپنے وقت اور اولاد سے دینِ اسلام کی وہ خدمت کی جو تاریخ کا حصّہ بن گئی۔ حضورِ اکرمؐ کے ساتھ حضرت علیؓ رہا کرتے تھے، آپ کم عمر تھے مگر جب حضورؐ نے حضرت علیؓ کو دعوتِ اسلام دی تو آپؓ نے فوراً لبیک کہا، رسولِ اکرمؐ کے دوستوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ بہت ہی مخلص انسان تھے، آپؐ نے صدیق اکبرؓ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی پس و پیش کے قبول کر لیا۔ حضورؐ کے گھر میں زید رہتے تھے۔ آپؐ زید پر بھی بڑی شفقت کرتے تھے۔ آپؐ نے زید کو غلامی سے آزاد کیا تھا۔ زید کو جب اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا گیا تو جیسے اُن کے دل کی بات زبان پر آگئی ہو، فوراً ہی انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے آپ کو خدمتِ رسولؐ کے لئے وقف کر دیا۔

کلامِ الٰہی مکّہ کے ہر گھر میں پہنچ گیا۔ مخالفین بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر مٹھی بھر مسلمانوں اور ان کے لیڈر کا کردار اتنا پاک اور صاف تھا کہ لوگ اس نئی دعوت پر غور کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایک مرتبہ حضورِ اکرمؐ نے اپنے اعزا کو اپنے گھر کھانے کی دعوت پر مدعو کیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے سب کو دعوتِ

Marfat.com

اسلام دی۔ اس موقع پر آپ نے اپنے قریبی عزیزوں کا نام لے کر آخرت کے عذاب کے بارے میں بتایا پھر اسلام کا سیدھا راستہ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ اندازہ کریں کہ ایسی تقاریب میں جب اس خوبی سے کسی چیز کو پیش کیا جائے تو وہ کتنا دیرپا اثر چھوڑتی ہے۔ خاص طور سے جب معلّم اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ پیغمبر ہو۔ رسول اکرمؐ نے مکہ کی پہاڑی سے تمام مکہ والوں کو بھی مخاطب کر کے برسرِعام عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور انہیں ترغیب دی کہ وہ دینِ فطرت کو قبول کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔

یہ وہ وقت تھا جب آپ کے ہمراہ گنتی کے چند ساتھی تھے اور مخالفین خاص کر بت پرست اکثریت میں تھے۔ دعوتِ توحید ایسے اجتماع کو دینا کتنے عزم اور حوصلے کا کام تھا۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ حضورِ اکرمؐ خطرات کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے تھے، بلکہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں آغازِ نبوت سے لے کر تقریباً سترہ سال تک متواتر آپؐ نے دعوتِ اسلام کی روشنی پھیلائی۔ جن لوگوں نے آپؐ کے دستِ مبارک پر لبیک کہا وہ دنیا کی برگزیدہ ہستیاں تھیں۔ ان کی ذہنی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کی طرف حضورؐ نے خصوصی توجہ دی۔ یہی وجہ تھی کہ قلتِ تعداد کے باوجود مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت اس زمانے میں ممتاز نظر آتی تھی۔ لوگ اُن سے کبھی بھی برائی کی کوئی بات نہ سنتے تھے۔ وہ سچائی کے علمبردار تھے اور اخلاقِ حسنہ کے نمونے تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔ انصاف کی خاطر اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے تھے۔ حضورؐ کے فرمان کے مطابق ان میں سے کچھ ہستیاں حبشہ ہجرت کر گئیں وہاں جا کر بھی اُن کی زندگی میں اس تربیت کا جو محسنِ کائنات نے اُن کو دی تھی خاص رنگ نمایاں تھا۔

رسالت مآبؐ نے مدینہ پہنچ کر اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ صحابۂ کرام اور نومسلموں کی تربیت کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔ مدنی زندگی کے دس سال بہت مصروفیت

Marfat.com

ہیں گزرے۔ کفار و مشرکین کے خلاف جتنے بھی معرکے پیش آئے وہ ان ہی دس برسوں میں پیش آئے۔ اس کے باوجود اسلام میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوئی۔ بڑی بڑی سلطنتوں میں دعوتِ اسلام پھیلائی گئی، مخالفت میں منافقین، قریش مکہ، یہودی اور دیگر مشرک قبائل نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ نظامِ سلطنت کو صحیح بنیادوں پر چلانے کے لئے وقت، سرمایہ، کارکن اور ذہنی ہم آہنگی کی ضرورت تھی۔ اس دور میں حضورؐ کی تربیت کے باعث صحابہ کرامؓ آپؐ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان، اپنا مال اور اپنا سب کچھ قربان کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

دور دراز سے لوگ مدینہ آتے تھے اور حصولِ علم کے ذریعے اپنی زندگی وقف کر دیتے تھے۔ حضورِ اکرمؐ کے قدموں میں رہنا ان کے لئے باعثِ افتخار تھا۔ ایسے ہی ایک گروپ کو اصحابِ صفہ کہتے تھے۔ یہ دیندار لوگ اپنا اکثر وقت قرآن کریم، احادیثِ نبوی اور رسالتمآبؐ سے اخلاقیات سیکھنے پر صرف کرتے تھے۔ آپؐ بنفسِ نفیس ان کی مجالس میں رونق افروز ہوتے تھے اور ان کی اخلاقی تربیت کا سامان مہیا کرتے تھے۔ یوں تو قرآنی تعلیمات اور رسولِ برحقؐ کا صحابہ کے درمیان موجود رہنا ہی ایک بابرکت واقعہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چند ایسے واقعات پیدا کر دیئے تھے جن سے بعد میں آنے والے لوگ یعنی ہم جیسے گنہگاروں کے لئے درسِ عبرت ہو۔ مثال کے طور پر چوری کا کوئی واقعہ حیاتِ طیبہ میں سوائے ایک دو کے سامنے نہیں آیا، معاشرہ اس قدر سلجھ گیا تھا۔ اس دور کے واقعات موجودہ معاشرے اور آئندہ نسلوں کی اخلاقی تربیت کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں۔ اس طرح شراب کی ممانعت، سودی لین دین کی بندش، گالی گلوچ سے اجتناب، ہمسایہ کے حقوق کا تحفظ، فریب دہی سے بچاؤ، سچائی کے اصولوں کا پرچار اور زندگی کے دوسرے معاملات میں حضورؐ نے اپنے جانثاروں کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ معاشرہ آج بھی ایک مثالی معاشرہ کہلاتا ہے۔

10 8191

Marfat.com

حضور اکرمؐ ساری کائنات کے لئے ایک نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسلام کا پیغام جوں جوں پھیلتا گیا، مخالفت بھی تیز ہوتی گئی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپؐ نے محسوس کیا کہ صحابہؓ کی فوجی تربیت بہت ضروری ہے۔ اس وقت بہت سے قابل، بہادر، نڈر جرنیل حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے جن میں حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ جیسے جیالے سپہ سالار موجود تھے۔ مگر مسلمان تعداد میں کم تھے اور اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ ادھر کفار مکہ اور دوسرے دشمنوں سے پیہم خطرہ لاحق تھا۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہؓ کی فوجی تربیت کا بندوبست فرمایا۔ آپؐ شمشیرزنی، تیراندازی، نیزہ بازی اور گھڑسواری کی مشقیں بذاتِ خود دیکھا کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے کچھ پارٹیوں کو دشمن کا سراغ لگانے یا اپنے کیمپ کا تحفظ کرنے کی غرض سے مدینہ سے باہر بھیجا۔ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ کو پتہ چلا کہ کسی دور کے علاقے میں اچھی قسم کے ہتھیار بنائے جاتے ہیں۔ آپؐ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ جہاندیدہ اصحاب کو خاص طور پر ان ہتھیاروں کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا تاکہ اگر بہتر ٹیکنالوجی میسر آ سکے تو اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھانے کے طریقے مختلف تھے۔ یعنی آپ ایک ہی فرسودہ طریقے کو اپنانے پر کبھی زور نہیں دیتے تھے۔ آپؐ صحابہؓ کے معیار کو بھی مدِنظر رکھتے، آپ کی محفل میں جلیل القدر صحابہؓ بھی ہوتے تھے، اور ان کے ساتھ ہی دیہات سے آئے ہوئے بدّو بھی، ہر معیار کے لوگ اپنی عقل و فراست، تجربے اور حالات کے مطابق صحیح فائدہ اٹھاتے تھے۔ حضور اکرمؐ کا حکم تھا کہ قرآن کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ جب وحی کا نزول ہوتا تو آپؐ کاتبانِ وحی کو نقل کروا دیتے۔ پھر ہر مسلمان پر یہ فرض تھا کہ اس وحی کو دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔ رسالت مآبؐ کے اقوال کے بارے میں صحابۂ کرامؓ کا یہی وطیرہ تھا، کہ اکثر حضرات ان کو نقل کر لیتے یا حفظ کر لیتے تھے۔ پھر دوسروں تک

Marfat.com

پہنچانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک تاریخی خطبہ دیا اور فرمایا! کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ اس خطبے کا پیغام اُن لوگوں تک پہنچائیں، جو اس موقع پر حاضر نہ ہو سکے۔ اس طرح یہ تاریخی خطبہ اور اس کا ایک ایک فقرہ، ایک ایک لفظ کُتب سیرت میں محفوظ ہو گیا۔

رسولِ اکرمؐ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ صرف زبانی بات چیت کے قائل نہ تھے۔ بلکہ ہر کام کو جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکید ہوتی تھی، کرنے کے پوری طرح قائل تھے۔ یعنی لین دین کو صرف تھیوری تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عملی طور پر پیش فرمایا۔ آپؐ کو علم تھا کہ خود کو مشق اور نمونے کے طور پر پیش کیا جائے، تو اس سے دوسروں کی تربیت بہتر طور سے ہوتی ہے۔

حضورؐ پُر نور کی زندگی ہمارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ کاش! ہم آج بھی اس کی پیروی کریں تو دُنیا کی امامت ہمارے ہی ہاتھوں میں دی جائے۔ بقول علامہ اقبال:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

Marfat.com

سیرتُ النبیؐ کے مطالعہ کی وسعت

سرورِ دوجہاں کی ذاتِ گرامی جملہ اوصافِ حمیدہ کا پیکر تھی۔ آپ کے علم وحلم، سخاوت وشجاعت، حکمت وعدالت، شفاعت درحمت، فہم وذکا، جودوسخا، بندہ نوازی، غریب پروری غرض کس کس صفتِ حسنہ کا ذکر کیا جائے یہاں تو ایک ایک ادا پہ فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ جب حضرت عائشہؓ سے کسی نے حضورؐ کی سیرتِ پاک کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے بھی خود کو اس میدان میں عاجز پاکر کہہ دیا تھا کہ "حضورؐ کا اسوۂ حسنہ قرآن کریم میں دیکھیئے"۔ اس لئے میں کس زبان اور قلم سے انسانِ کامل کی سیرتِ پاک پہ کچھ لکھنے کی جرأت کرسکتا ہوں۔ اس لئے موضوعِ سخن دوسری طرف موڑتا ہوں۔

حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیوں کرضروری ہے اس موقع پہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود آنحضرتؐ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیوں کر کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ سرکارِ دوجہاںؐ ایک نبی ہی نہ تھے بلکہ بیک وقت امیرِ مملکت، سپہ سالار، قاضی، ہادی اور مصلح کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آپؐ صاحب اولاد بھی تھے۔ اپنی اولاد اور بیویوں کے ساتھ آپؐ کے تعلقات کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ازبس ضروری ہے۔ آپؐ کے خُدّام بھی تھے۔ آپؐ نے تاجر کی حیثیت سے کاروبار بھی کیا تھا۔ مسلمانوں کی خوش نصیبی یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پوری تفصیل بلکہ جزئیات تک محفوظ ہیں۔ یہ سعادت مکمل طور پہ کسی دوسرے نبی کو نہیں ملی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں رحمت للعالمینؐ بنا کر بھیجا۔ اپنے اور بیگانے اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی ذاتِ گرامی اخلاق کی جملہ خصوصیات کا پیکر تھی، وہ کون سی انسانی عادت ہے جو سرکارِ دو عالم میں موجود نہ تھی۔ وہ کون سا شعبۂ زندگی ہے جس کے لئے ہمیں آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے نمونہ نہیں ملتا۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان ہو یا کافر، امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، سپہ سالار ہو یا قاضی، باپ ہو یا خاوند غرض کچھ بھی ہو سب کے لئے آپؐ کے اسوۂ حسنۂ کا ہر پہلو کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جا است کا اعلیٰ ترین مرقع ہے۔ مسلمانوں کو آپ کی سیرت کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے بھی کرنا چاہیئے کہ آپؐ ایک انسانِ کامل بن کر پوری دُنیا کی راہنمائی کے لئے آئے تھے۔ آپؐ نے اگر کسی امر کا حکم دیا تھا تو سب سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوئے۔ آپؐ نے کبھی ایسا حکم اُمت کو نہیں دیا جس پر عمل کرنے سے تکلیف پہنچتی ہو۔ خداوندِ قدوس نے آپؐ کے اسوہ حسنۂ پر مسلمانوں کو عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے۔ ایک موقع پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ "اے ایمان والو! تمہارا رسول جو چیز دے اسے بخوشی لے لو اور جس چیز سے تمہیں وہ روکے، اس سے فوراً رُک جاؤ۔"

"نبی اکرمؐ جب ہی کچھ کہتے ہیں جب اُن پر وحی اُترتی ہے۔" اس طرح خداتعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے رسولِ مقبولؐ کے اسوۂ حسنہ میں بہت سے سبق موجود رکھے ہیں۔

مکے کے کفار آپؐ کی نبوت کو تسلیم نہ کرتے تھے بلکہ (نعوذ باللہ) آپؐ کو جادوگر اور مجنوں کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے باوجود اس بات پر شاہد تھے کہ آپؐ نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں بھی پہنچاتے تھے اور طعن وتشنیع کرتے تھے۔ پھر بھی آپؐ کو صادق اور امین جان کر اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھتے تھے۔ جس رات کفارِ مکہ نے آپؐ کے کاشانۂ مبارک کا محاصرہ

Marfat.com

کیا۔ اس وقت بھی آپ کے پاس ان کی امانتیں موجود تھیں، وہ وفا کا پُتلا جس وقت مکہ سے ہجرت کرتا ہے تو اپنے عم زاد بھائی علیؓ کو گھر میں چھوڑ جاتا ہے، تاکہ وہ غیر مسلموں کی امانتیں واپس کر کے مکہ سے نکلیں۔ کون سا ظلم ہے جو کفارِ مکہ نے آپؐ پر روا نہیں رکھا، وہ تیرہ ۱۳ برس تک اس سراپا حلم کو تنگ کرتے رہے، ہجرت کے بعد بھی برسوں تک مدینے پر بار بار حملے کرتے رہے لیکن جس روز آپؐ نے مکہ فتح کیا تو اُن دشمنوں کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ "جاؤ! آج کے دن تم سب آزاد ہو۔ میں نے تمہاری سب خطائیں معاف کر دی ہیں"، کیا کوئی شخص اتنا عظیم اخلاق پیش کر سکتا ہے، یہی عالی ظرفی، مروّت، شفقت، امانت، صداقت اور سخاوت آپؐ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ سیاست دان آپؐ کی سیرت پڑھ کر سیاست کا ماحول سیکھیں کہ کس طرح صرف دس برسوں میں آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی تربیت کر کے دس لاکھ مربع میل کے رقبے میں اسلامی سلطنت قائم کر دی اور آپؐ کے وصال کے چند سال بعد ہی ایشیاء، یورپ اور افریقہ کے براعظموں میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ آپؐ کی سیاست کاری کے اصول بڑے دلنشین اور مؤثر تھے۔ مثلاً قریش کی تجارت مصر اور شام کے ساتھ تھی۔ وہ "رحلتہ الشتاء و الصیف" کے اصولوں پر کاربند تھے۔ مکے کی اقتصادی زندگی کا دارومدار ہی تجارتی قافلوں پر تھا۔ جب مصر، شام اور یمن کے راستوں پر بسنے والے قبائل نے اسلام قبول کیا۔ تو اس کا اثر لازمی طور پر قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر پڑا۔ قافلوں کی آمد و رفت رُکنے سے مکّہ کے لوگ بھوکے مرنے لگے۔ اُن ہی ایّام میں یمامہ کے سردار ثمامہ نے اسلام قبول کر لیا۔ مکّہ کو غلہ اس جگہ سے مہیا کیا جاتا تھا۔ آپؐ کے اشارے پر غلہ کی ترسیل روک دی گئی۔ مکّے میں قحط رونما ہوا۔ اسی اثنا میں کسی نے افواہ اڑا دی کہ مسلمانوں کا ایک لشکرِ جرار مکّہ پر حملہ آور ہونے والا ہے اب تو کفارِ مکّہ کی حالت بڑی پتلی ہو گئی۔ آنحضرت

Marfat.com

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سرزنش کی ابوسفیان کے پاس اشرفیاں بھیجیں کہ انہیں مکّہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔ جب ابوسفیان کے پاس اشرفیاں پہنچیں تو اس نے کہا اچھا محمدؐ یہ چاہتے ہیں کہ مکّہ کے لوگ اُن کے گُن گایا کریں۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ اس نے یہ رقم غرباء میں تقسیم کر دی۔ اس کا وہی نتیجہ نکلا جس کا ابوسفیان کو خدشہ تھا۔ مکّہ میں آنحضورؐ کے طرفداروں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی جو یہ کہتے تھے کہ محمدؐ کتنے اچھے انسان ہیں کہ مصائب و مشکلات میں اپنے دشمنوں کی مالی امداد کرنے سے بھی دریغ نہیں فرماتے۔ اگر وہ بروقت ہماری امداد نہ فرماتے تو ہم بھوکے مرجاتے۔ اس طرح کی درجنوں مثالیں آپؐ کی زندگی میں ملتی ہیں جہاں آپؐ نے دشمنوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔

فوجی افسر اور سپہ سالار آپؐ کی سیرت کا مطالعہ اس پہلو سے کریں کہ آپؐ نے دشمنوں کے خلاف کس طرح جنگ لڑی ہے اور کیا کیا فوجی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ عرب کی تاریخ میں پہلی بار آپؐ نے خندق کھود کر جنگ لڑی۔ محاصرے میں دبابہ استعمال کیا گیا۔ صلح حدیبیہ کو قرآن پاک نے فتحِ عظیم کے نام سے یاد کیا ہے۔ اہم ناکوں پر فوجی دستے متعین کرکے اور دشمن کی رسد روک کر اُسے کمزور کر دینا عہدِ رسالت کی جنگوں میں عام مذکور ہے۔ خاتم النبیینؐ نے جنگ کے موقع پر بھی مجاہدوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ عورتوں، بچّوں، بوڑھوں، بیماروں اور مذہبی راہنماؤں کو قتل نہ کریں جو ہتھیار ڈال دیں ان سے درگزر کریں، فصلوں کو تباہ نہ کریں، جو مقابلے میں نہ آئے اس سے تعرض نہ کریں۔ رسولِ مقبولؐ کی سیرت ملاحظہ ہو کہ ایسے موقع پر بھی جب فتح مکہ کے نشے میں سرشار فوجیں اپنے سامنے والی ہر چیز کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے نہیں بلکہ درندہ صفت انسانوں کو انسانِ کامل بنانے اور دنیا بھر میں پائیدار امن قائم کرنے کے لئے معرکہ آرا ہوئیں۔

تاجر آپؐ کی سیرتِ پاک کے مطالعہ سے سبق حاصل کریں۔ کہ آپؐ نے تجارت

Marfat.com

کے لئے کیا شرائط عائد کی ہیں۔ ایک بار آپؐ مدینہ کی منڈی میں پھر رہے تھے کہ اناج کا ایک ڈھیر پڑا نظر آیا۔ آپؐ نے اُسے اچھی طرح دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوپر والے دانے اچھے اور نیچے والے ناقص ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح لوگوں کو دھوکا دے کر اور ملاوٹ کر کے مال فروخت کرنا ناجائز ہے۔ اس طرح ذخیرہ اندوزی کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص چالیس روز تک اناج اس غرض سے روکے کہ اس کا بھاؤ تیز ہو جانے پر فروخت کرے گا تو ایسی کمائی حرام ہو گی۔ اسی طرح جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے کارندے کے طور پر بھی کام کیا ہے۔ دُنیا جانتی ہے کہ آپؐ نے اس خوش اسلوبی سے یہ کام انجام دیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کو پہلے کی نسبت دوگنا بلکہ اس سے بھی زیادہ منافع ہوا۔ اور وہ آپؐ کی دیانت اور صداقت کی قائل ہو گئیں۔

ایک حاکم کی حیثیت سے خیر البشر اور انسانیت کے محسنِ اعظم کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔ آپؐ دس لاکھ مربع میل کے علاقے پر حکمران تھے۔ مالِ غنیمت کا خمس آپؐ کا حق تھا، جو قرآن نے مقرر کیا تھا لیکن اس مال کو بھی عوام کی بہتری اور ان کی ضروریات پر صرف فرماتے تھے۔ جب اس دنیا سے رُخصت ہونے لگے تو گھر کی مالی حالت یہ تھی کہ ایک دینار موجود تھا۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اسے بھی خیرات کر دو ایسا نہ ہو کہ کل میں خدا کے حضور کھڑا ہوں تو مجھ سے کہا جائے کہ تم اپنے گھر میں مال و زر چھوڑ کر آئے ہو۔ سرورِ کائنات سفارش ہرگز ہرگز نہیں مانتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے دس سال تک ایک ملازم کی طرح شب و روز آپؐ کی خدمت انجام دی۔ اُن سے ہر مقام پر آپؐ نے احسن سلوک کیا۔ خادموں اور غلاموں کو "بھائی" کہہ کر پکارتے تھے۔ سلمان فارسی کو خرید کر آپؐ نے آزاد کر دیا اور پھر اہلِ صفہ میں شامل کر لیا۔ غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ آپؐ کا سلوک ایسا تھا کہ جب زید بن حارث کے والد انہیں

Marfat.com

لینے آئے تو اُنہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور بدستور سرورِ دو عالمؐ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی۔ آپؐ اپنا ہر کام بلا ہچکچاہٹ خود کرتے تھے۔ اپنے کپڑوں پر خود پیوند لگاتے تھے۔ اپنے جوتے بھی خود مرمت کر لیتے۔ اپنے اونٹوں کو چراگاہ میں چرانے لے جاتے۔ مدینے والوں کی بکریاں خود دودھ لیتے۔ اس سلسلہ میں آپؐ کا یہ فرمان ہمارے لئے قابلِ غور ہے کہ روزی کھانے کے لئے محنت مزدوری کرنے والے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔

ایک خاوند کے لئے حضورؐ کی سیرت کا مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ ایک سے زائد ازدواج کی موجودگی میں کس طرح عدل و انصاف اور مساوات کا دامن تھامے رہے۔ عورتوں کو سب سے پہلے حضورؐ نے ورثہ دلوایا۔ آپؐ کی بعثت سے پہلے عورتوں کی حالت جانوروں کی سی تھی۔ جانوروں کی طرح کھلی منڈیوں میں ان کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی۔ آپؐ نے عورت کو اتنا اونچا مقام دیا، کہ اپنی ماں کی عزت و فرمانبرداری کیا کرو کیونکہ جنت اُسی کی قدموں کے نیچے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے ماں باپ ضعیف ہوں اُس کے لئے علمائے کرام کا فیصلہ ہے کہ وہ حج بیت اللہ کو جانے کی بجائے گھر میں رہ کر ان کی خدمت کریں۔ ان کو حج سے زیادہ ثواب ملے گا۔ کسی نے حضورؐ سے دریافت کیا۔ کہ دُنیا میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا" ماں باپ کی نافرمانی"، ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا، کہ جو شخص اپنے بزرگوں کی عزت نہ کرے اور اپنے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے مکارمِ اخلاق کی ایسی عمدہ تعلیم ایک پیغمبرِ اخلاق ہی دے سکتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے روکنے کی خاطر زکوٰۃ، عشر، خمس، خراج، صدقات وغیرہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک شخص کی دولت اس کی وفات کے بعد اس طرح تقسیم کرنے کی وضاحت کی۔ کہ وہ مختلف

Marfat.com

حصّہ داروں میں بٹ جائے اس طرح نہ کوئی شخص امیر رہ سکتا ہے اور نہ بالکل غریب!
امیروں سے کہا کہ غریبوں کو صدقات، زکوٰۃ، عُشر دیا کریں اور غریبوں سے کہا کہ وہ محض
ان کے محتاج ہو کر نہ رہ جائیں۔ آپؐ نے کہا کہ بھیک مانگنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ کوئی
شخص جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور انہیں بیچ کر اپنا گزارہ کرے۔

Marfat.com

ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم بہ زبانِ قرآن حکیم

مخلوق پر احسانِ عظیم

خالقِ کائنات نے اپنی مخلوق پر بے حساب نعمتیں اور برکتیں نازل فرمائی ہیں آیاتِ قرآنی میں ارشاد ہے (اگر تم اللہ کی نعمتوں کا اندازہ لگانا چاہو تو وہ حساب میں نہ لاسکو گے) لیکن اللہ نے جس نعمتِ عظمیٰ کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے وہ سید المرسلین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے ارشادِ خداوندی ہے "بے شک اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی احسان کیا ہے ایمان والوں پر کہ ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان میں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں (اخلاقاً) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب (حق) اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے۔ (سورہ آل عمران : ۱۶۴)

اقوامِ عالم کے لئے نبی :

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ ان میں سے ہر نبی کو ایک خاص قوم اور خاص وقت کے لئے موقوف فرمایا۔ ہر نبی نے بذاتِ خود بھی اعلان فرمایا کہ میں صرف اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آیا ہوں اور میرے بعد اور نبی نازل ہوں گے۔ جنابِ رسالتمآب کی شانِ یکتائی کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ صرف آپؐ کے واسطے اعلان کیا گیا کہ آپ تمام اقوامِ عالم کے لئے اللہ کے نبی ہیں اور اب انبیاء کی بعثت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ ارشاد ہوتا ہے "اور ہم نے آپؐ کو تمام انسانوں کے لئے پیغمبر بنایا ہے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے

Marfat.com

والا۔ آپؐ فرما دیں کہ اے لوگو! (اہلِ دنیا) میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔
ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہ ہے (النساء۔ ۳۰) (اسراف۔ ۳۰)

اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ

دنیا جب ترقی کی منازل طے کرتی اس نقطۂ عروج پر پہنچی کہ خالق کائنات نے دینِ حق کی تکمیل کے واسطے اپنا آخری نبی مبعوث فرمایا تو واشگاف الفاظ میں اعلان فرمادیا۔ "لوگو! اب تمہارا دین مکمل کر دیا گیا اور میری نعمت تم پر پوری کر دی گئی" یہ (محمدؐ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ (احزاب: ۴۵)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اعلان فرمایا (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) اس سے قبل نہ کسی آسمانی کتاب نے یہ دعویٰ کیا اور نہ ہی کسی نبی نے ایسا اعلان فرمایا بلکہ ہر نبی نے یہی فرمایا کہ میرے بعد ایک عالی شان نبی آنے والا ہے۔

ہادیٔ برحق

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب ادیان پر غالب کرے۔ آپؐ یقیناً صریح حق پر ہیں۔ بلاشبہ آپؐ سیدھی راہ کی ہدایت کرتے ہیں۔ (فتح: ۲۸)

اے نبیؐ! ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بحکم الٰہی حق کی طرف دعوت دینے والا اور ایک روشن گر آفتاب بنا کر بھیجا ہے' ہم نے تجھ کو دینِ حق دے کر بھیجا ہے۔ (بقرہ ۱۱۴)

"آپ حق لائے ہیں اور گزشتہ رسولوں کی تصدیق فرماتے ہیں۔

تعلیماتِ حق و دانائی کا سرچشمہ:

اللہ تعالیٰ نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا

Marfat.com

جو تم کو ہماری آیات سناتا ہے۔ تمہاری باطنی صفائی کرتا ہے اور تمہیں کتاب حق اور دانائی سکھاتا ہے جس سے تم بے خبر تھے ۔ (بقرہ: ۱۵۱)

آپؐ نے حق اور باطل ظاہر فرما دیا ۔

اے اہلِ کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسولؐ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں ۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے اور روشن کتاب، اللہ تعالیٰ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کے حکم کے مطابق چلا۔ سلامتی کے ساتھ اور انہیں اندھیروں سے روشنی میں لے جاتا ہے ۔ اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے ۔ (مائدہ ۱۵)

آپ کی اطاعت سب پر فرض اولین ہے :

رسولؐ جو حکم دیں اسے اختیار کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز آؤ۔ (حشر) " اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو" ہم نے رسول مبعوث کئے ہیں تاکہ بحکم الٰہی ان کی اطاعت کی جائے ۔ (نساء ۔ ۶۴)

آپؐ کی اطاعت فلاحِ دارین ہے :

" جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمانبردار بن جائیں گے وہ آخرت میں انبیائے صادقین، شہداء وصالحین کے ساتھ ہوں گے ۔"

جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہوں گے (نسأ ۔ ۶۹)

اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ (آل عمران : ۱۳۲)

آپؐ کی اطاعت میں حیاتِ دائمی ہے

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو کیوں کہ رسول تمہیں حیاتِ دائمی کی طرف بلاتے ہیں اور جو لوگ اطاعت کریں گے اللہ اور اس کے رسول

Marfat.com

کی انہیں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ (احزاب - ۷۱)

آپؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے :

قرآنِ کریم کے صریح احکام ہیں جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (نساء : ۸۰) آپؐ کا فرمان اللہ کا فرمان ہے نہ صرف آپؐ کی اطاعت فرض ہے بلکہ ارشاد الٰہی ہے کہ آپؐ کا فرمان عینِ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ آپؐ اپنے نفس کی خواہش سے باتیں نہیں کرتے بلکہ یہ باتیں آپؐ پر بذریعہ وحی نازل کی جاتی ہیں۔

آپؐ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے :

اطاعت اور اتباع کی بنیاد محبت ہے اور حبِ رسول ہی ایمان کی دلیل ہے سورہ آلِ عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔ آپؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (آل عمران ۳۱)۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے " قسم ہے آپ کے ربّ کی یہ لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ آپؐ کے احکام پر نہ چھوڑیں اور آپؐ کا ہر فیصلہ بخوشی قبول نہ کرلیں۔ (النساء : ۶۵)

آپؐ کی اطاعت سے انحراف کفر ہے

جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے انکار کیا وہ اسلام کی حدود سے نکل گیا اور ہمیشہ کے لئے آگ میں داخل ہو گیا اور ذلت کے عذاب میں۔ (النساء - ۱۴)

اطاعت کرو اللہ اور رسولؐ کی پھر جو روگردانی کرے گا تو اللہ ایسے کافروں سے بیزار ہے۔ (آل عمران ۳۲ - سورہ فتح - ۱۷)

آپؐ سرتاپا رحمت ہیں

آپؐ کی شانِ اقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! " ہم نے آپؐ کو تمام عالمین

Marfat.com

کے لئے رحمت بنایا ہے۔" (انبیاء) اللہ اور اس کے رسول کے منکر گستاخانہ اور مذاقاً عذابِ الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں اور وہ یقیناً عذاب کے بھی مستحق ہیں، لیکن باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تک محمدؐ ان (کافروں) کے درمیان موجود ہیں اللہ کی شایان شان نہیں کہ ان پر عذاب نازل کرے۔ (انفال - ۲۲)

حد درجہ مشفق و مہربان :-

"بے شک تمہارے پاس آیا تم ہی میں سے وہ رسول جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور وہ تمہاری بھلائی کا بڑا خواہاں ہے اور ایمان والوں پر بے حد شفیق اور مہربان ہے۔ (توبہ: ۱۲۸)

آپؐ اخلاقِ مجسم ہیں :-

آپؐ کی شان میں خود خالقِ کائنات کا فرمان ہے "لوگو! تمہارے لئے اس رسول (حیاتِ طیبہ) میں بہترین نمونہ ہے (احزاب: ۲۱) "آپؐ درحقیقت اعلیٰ ترین اخلاق سے متصف ہیں"

آپ کی شانِ والا مرتبت :-

"اور وہ نبیؐ مسلمانوں سے اپنی جانوں سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں"(احزاب:۶) جو لوگ آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔ ہم نے آپؐ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور دعوتِ حق دینے والا اور ایک روشن کرنے والا آفتاب بنایا ہے۔ (احزاب ۴۵، ۴۶)

آپؐ کی عظمت و بزرگی :

"ہم نے آپؐ کی خاطر آپ کا شہرہ بلند کر دیا" (الم نشرح: ۲) "بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ تم لوگ اپنی آوازیں

Marfat.com

ی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اُن سے ایسے کھُل کر بولو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے بولا کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

آپؐ کی ازواجِ مطہرات ہماری مائیں ہیں:

آپؐ کی بیبیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (احزاب: ۶)

آپؐ کی غلامی زہے عزّ و شرف:

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسولؐ کی جو نبی احمد ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں اور وہ انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے اور صاف ستھری چیزیں ان پر حلال کرتا ہے اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے اور وہ ان کے بوجھ اور گلے کے پھندے ان پر سے اتارتا ہے تو جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں جو اس پر نازل ہوا ہے تو ایسے لوگ مرادیں پائیں گے (اعراف: ۱۵۷) اور جو اتباع کریں گے اللہ اور اس کے رسول کی تو اللہ انہیں داخل کرے گا بہشتوں میں جن کے نیچے جاری ہوں گی نہریں اور جو روگردانی کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔ (فتح: ۱۷)

عالمِ ارواح میں انبیاء کی شہادت:-

اللہ پاک نے اوّل میں تمام انبیائے کرام سے حضور اکرمؐ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔ فرمانِ الٰہی ہے "اور جب کہ اللہ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو کہ تصدیق کرے اُس کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر ایمان لانا اور اس کی حمایت کرنا" پھر پوچھا کیا تم نے یہ عہد قبول کیا اور تم اقرار کرتے ہو تو وہ (انبیاء) بولے کہ ہاں! ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا! تو تم اس پر گواہ رہنا اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہ ہوں۔ (آلِ عمران ۸۱)۔

Marfat.com

حضور پر درود و سلام فرض ہے:

قرآن پاک کے بائیسویں پارہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درود اور سلام بھیجو۔ (احزاب ۵۶)

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مساواتِ انسانی

مساوات سے مراد دولت کی تقسیم، معاشی حیثیت اور مال و دولت کی مقدار میں مساوات نہیں۔ مال و دولت کی مقدار میں مساوات نہ کبھی قائم ہوئی تھی نہ ہے نہ کبھی ہوگی اور نہ ہو سکتی ہے۔ حقیقی مساوات وہ اسلامی مساوات ہے جسے حضور اکرمؐ نے پیش کیا کہ پیدائش، نسل، رنگ، وطن، قبیلہ، خاندان اور نسب کا کوئی امتیاز کسی انسان کو اونچا یا نیچا، ارفع و اعلیٰ، بلند یا پست، بہتر یا کمتر، عزت دار یا بے عزت نہیں بنا سکتا۔ اسلامی مساوات یہ ہے کہ بنیادی ضرورت کی کفالت میں تمام انسان برابر ہیں۔ طلبِ رزق کے تمام راستے سب کے لئے ایک جیسے کھلے ہیں اور قانون کے سامنے سب مساوی ہیں۔ اس مساوات کے قیام سے محنت و صلاحیت کے فرق سے جو بھی انفرادی، اجتماعی یا طبقاتی فرق پیدا ہوتا ہے وہ بالکل فطری اور صحت مندانہ ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:
"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی سیاہ فام کو سفید پر اور کسی سفید کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے تقویٰ کے، تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ تفوق کے تمام جاہلانہ دعوے اور خون و مال کے تمام جاہلانہ مطالبے میں نے اپنے قدموں کے نیچے روند دیئے ہیں۔" ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا "مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا

Marfat.com

پر۔" ابوداؤد کی ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ "مومنوں کے خون ایک دوسرے کے برابر ہیں، وہ دوسروں کے مقابلے میں ایک ہیں اور ان کا ایک ادنیٰ آدمی بھی اُن کی طرف سے ذمّہ لے سکتا ہے۔" ابنِ ماجہ کی ایک روایت ہے۔ ہر مسلمان پر مسلمان کا خون مال اور عزّت و آبرو حرام ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں ایک جگہ ارشاد فرمایا: "بے شک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزّتیں اسی طرح حرمت والی ہیں جیسے تمہارے لئے آج کے دن (حجۃ الوداع) کی حرمت ہے۔

۷ حضورِ اکرمؐ نے مساواتِ انسانی کا عملی درس دیتے ہوئے سب سے پہلے نماز باجماعت کا قاعدہ ہی یہ مقرر فرمایا کہ ہر چھوٹا بڑا، امیر و غریب ایک ہی صف میں کھڑا ہو۔ جب آپؐ بدر کے میدان کی طرف بڑھ رہے تھے تو فوج کے پاس سواری کے اونٹ کم تھے اور آدمی زیادہ۔ آپؐ نے تین تین آدمیوں کے لئے ایک اونٹ مقرر کیا اور فرمایا، ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں اور تیسرا پیدل چلے۔ پھر دو سواروں میں سے ایک اُتر کر پیدل چلے اور پیدل چلنے والا اس کی جگہ سوار ہو پھر تیسرا پیدل چلے۔ حضورِ اکرمؐ کے ساتھ حضرت علیؓ اور ایک اور صحابی شریک تھے۔ آپؐ صرف اپنی باری سے اونٹ پر سوار ہوتے اور اپنی باری سے پیدل چلتے تھے۔ مدینہ میں ہجرت کے بعد آپؐ نے مواخات قائم کی تو حضرت عمرؓ کو حضرت عتبانؓ بن مالک انصاری کا بھائی بنایا۔ اُن کی رہائش مدینہ کے مضافات میں تھی۔ حضورؐ کی عین منشا کے مطابق ایک دن حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں مدینہ آتے۔ حضرت عتبان باغبانی کرتے اور ایک دن وہ آپؐ کی خدمت میں مدینہ آتے اور باری کے مطابق حضرت عمرؓ وہاں باغبانی کرتے تھے۔ ایک بار حضرت ابوذر غفاری غصّے سے اپنے خادم سے بولے "او حبش کے بچّے" حضورؐ نے یہ الفاظ سُن لئے آپؐ نے فرمایا! "اے ابوذر! بس بس! سفید رنگ کی عورت کے بچّے کو سیاہ رنگ کی عورت کے بچّے پر کوئی برتری حاصل

Marfat.com

نہیں۔ برتری تو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے یہ سن کر حضرت ابوذر غفاریؓ رو پڑے اور خادم سے معافی مانگی۔ حضرت عبداللہ بن جبیر خزاعی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ یا مسواک تھی۔ اس سے ایک شخص کے پیٹ میں چوٹ لگ گئی۔ اس نے کہا آپؐ نے مجھے درد پہنچایا ہے۔ مجھے بدلہ لینے کی اجازت دیجئے۔ آپؐ نے وہی شاخ اس کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا! بدلہ لے لو! اس شخص نے آپ کا پیٹ مبارک چوم کر کہا! میں نے آپؐ کو معاف کر دیا اُمید ہے کہ قیامت کے روز آپؐ میری شفاعت کریں گے۔

حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ گھر سے نکلے تو ایک شخص نے آپؐ کی اونٹنی کی رسی پکڑ لی اور کہا کہ میرا ایک کام ہے آپؐ نے کہا کہ چھوڑ دو تمہارا کام ہو جائے گا۔ تین مرتبہ ایسا فرمایا لیکن اس نے اونٹنی کو جانے نہ دیا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے چھڑی اُٹھا کر اُسے ایک ضرب لگا دی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا وہ آدمی کہاں ہے جسے میں نے ابھی ابھی ضرب لگائی ہے۔ وہ شخص آخری صف سے اُٹھ کر آیا اور کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضور اکرمؐ نے وہی چھڑی اس کی طرف پھینکی اور فرمایا! قریب آجاؤ اور بدلہ لے لو! اُس نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ابوجہم نے لاٹھی سے ایک شخص کو زخمی کر دیا۔ مضروب کے رشتہ داروں نے رسول اللہؐ کی عدالت میں آکر شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تم اتنی مقدار میں خون بہا لے کر راضی نامہ کر لو وہ خاموش رہے تو حضور اکرمؐ خون بہا کی مقدار بڑھاتے رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے۔ پھر لوگوں کی مجلس میں ان سے پوچھا کہ تم راضی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں۔ ایک مرتبہ بنو حزیم قبیلہ کی ایک عورت فاطمہ بنت اسود سے چوری کا جرم سرزد ہو گیا۔ قریش کے کہنے پر حضرت اسامہ بن زید نے حضرت رسولِ اکرمؐ سے سزا معاف

Marfat.com

کرنے کی سفارش کر دی۔ حضورؐ نے فرمایا تم خدا کی مقرر کردہ حد کو معاف کرنے کی سفارش کرتے ہو، پھر کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! اے لوگو تم سے پہلے جو اُمتیں گزری ہیں وہ اس لئے گمراہ ہوئیں کہ اُن کے اونچے درجے کے لوگ چوری کرتے تھے تو اُن کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کم تر درجے کے لوگ چوری کرتے تو اُن کو مقررہ سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو محمدؐ اُس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بخاری شریف)

آپؐ نے وظائف اور مالِ غنیمت کی تقسیم میں بھی مساوات قائم کی اور اپنے اہلِ خانہ کو ذرا سی بھی رعایت نہ دی۔ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کا لمحہ لمحہ گواہ ہے کہ آپؐ نے تمام تفاخر، امتیازات اور عصبیتوں کا قلع قمع کرتے ہوئے تمام انسانوں کو ایک صف میں لا کھڑا کیا اور مساواتِ انسانی کی ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اُس وقت جبکہ مکہ و خیبر فتح ہو چکے تھے۔ پورا عرب آپؐ کی مٹھی میں آچکا تھا اور حبش کی حکومت کے والی نے اسلام قبول کر کے مدنی حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ مدنی حکومت کے سربراہ نے مرض الموت میں بھی انسانی مساوات کا پرچم بلند رکھا۔ شدید بیماری کے عالم میں ایک روز آپؐ فضل بن عباسؓ کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے۔ نماز کے بعد ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اگر میں نے کسی کو گالی دی ہو تو وہ اپنا بدلہ لے لے اگر میں نے کسی کو پیٹا ہو تو وہ بھی اپنا بدلہ لے لے۔ اور اگر میں نے کسی کا مال لیا ہے تو وہ بھی اپنا حق وصول کرے یا پھر معاف کر دے تاکہ میں اپنے ربّ کے پاس اطمینان سے جا سکوں۔

Marfat.com

سیرتِ نبویؐ کا ہر گوشہ عالمِ انسانیت کیلئے مشعلِ راہ ہے

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہمارے نبی آخرالزمان جامع صفات تھے۔ حیات کے شعبہ میں آنحضرتؐ کی سیرت شفاف، واضح اور بیّن ہے اور تاریکیوں میں اُجالے کا سا اثر رکھتی ہے۔ آپؐ کی سیرت میں اخلاق اور علم و حکمت کی ایسی چاشنی ہے جو دریدہ ذہن لوگوں کو گرویدہ بنا لیتی ہے اور پھر ان کا ہر فعل زندگی کے تابع دکھائی دیتا ہے۔ مسلمان آپ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہو کر اپنے لئے ایسے حالات پیدا کر سکتے ہیں کہ دُنیا ان کے قدموں میں سرنگوں ہو جائے۔ آنحضرتؐ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ یہ ایک تاریخی طاقت کی داستان ہے۔ جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی۔ یہ ایک ایسی ہستی کی آپ بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روحِ رواں تھی۔

آنحضورؐ کی سیرت غارِ حرا سے لے کر غارِ ثور تک، حرمِ کعبہ سے لے کر طائف کے بازار تک، اُمہات المومنین کے حجروں سے لے کر میدانِ ہائے جنگ تک چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔

کچھ لوگ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رحمت عالم کے اخلاق کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا! کیا آپ لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا۔ آپؐ کا خُلق سراسر قرآن ہی تو تھا۔" خود سرکارِ دو عالم کا ارشاد ہے کہ مجھے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آپؐ دل کے فیاض، راست گو اور

Marfat.com

نرم طبیعت تھے۔ جو شخص پہلی بار آپ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا، لیکن جوں جوں آپ کے قریب تر ہوتا۔ اُس کا دل آپ کی محبت سے لبریز ہو جاتا۔ خادمِ رسول حضرت اُنس فرماتے ہیں کہ میں دس سال خدمتِ اقدس میں رہا۔ لیکن اس طویل مدت میں زبانِ رسالت سے یہ الفاظ نہیں سُن سکا کہ اُنسؓ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا! آپ ہمیشہ سچ بولتے اس لئے کافر بھی آپؐ کی صداقت کا اقرار کرتے تھے، مشرکین آپؐ کے مخالف ہونے کے باوجود اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھتے تھے۔ آپؐ نے کبھی بھی امانت میں خیانت نہ کی۔ آپؐ کو جھوٹ سے سخت نفرت تھی۔ نبی کریمؐ بڑے منصف تھے انصاف کو پسند فرماتے تھے۔ آپؐ انصاف کے معاملے میں کسی قسم کی تاخیر یا سفارش کو پسند نہ فرماتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایک دفعہ قریش کی ایک عورت نے چوری کر لی۔ اُسے رسُولِ کریم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ صحابہؓ نے آپؐ کے ایک عزیز صحابیؓ کو سفارش کے لئے بھیجا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا! اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ نبی کریمؐ عہد کے پابند تھے۔ آپؐ نے کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا جو وعدہ پورا نہیں کرتا وہ منافق ہے۔ آپؐ نے جب بھی کسی سے وعدہ کیا تو اسے نبھایا۔ آپؐ بچوّں پر بے حد مہربان تھے۔ سواری پر آ رہے ہوتے تو انہیں آگے بٹھا لیتے۔ راستے میں بچوّں سے ملتے تو انہیں پہلے سلام کرتے۔ بچوّں کے لئے آپ کی شفقت و محبت صرف مسلمان بچوّں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی لطف و کرم فرماتے تھے۔ جب بھی خدمتِ اقدس میں کوئی میوہ آتا تو حاضرین میں سب سے پہلے کم عمر بچوّں کو دیتے۔ طائف کے غنڈوں نے آپؐ کی دعوتِ توحید سے سیخ پا ہو کر آپ پر پتھر پھینکے۔ یہاں تک کہ آپ کا جُوتا مُبارک بھی خون سے بھر گیا۔ آپؐ زخموں سے چُور چُور ہو کر بیٹھ جاتے مگر دُشمنانِ اسلام آپ پر سنگ باری شروع کر دیتے

Marfat.com

اس کڑی مصیبت میں بھی آپؐ نے حد درجہ صبر و تحمل سے کام لیا اور پتھر برسانے والوں کے حق میں دعائے خیر ہی فرمائی۔

نبی اکرمؐ بڑے سخی تھے ایک دفعہ ایک آدمی نے آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے اُسے دو پہاڑوں کے درمیانی حصے پر مشتمل بھیڑوں کا ایک ریوڑ عنایت فرما دیا۔ آپؐ مالِ غنیمت کو بھی اپنے پاس نہ رکھتے۔ ایک بار آپؐ کے پاس کچھ مالِ غنیمت آیا۔ آپؐ عشاء تک اُسے تقسیم کرتے رہے۔ لیکن مالِ غنیمت ختم نہ ہوا اور آپؐ کو وہ رات مسجد میں ہی گزارنی پڑی اور فرمایا! محمد اس وقت تک نہیں سوئے گا جب تک مالِ غنیمت تقسیم نہ ہو جائے۔ ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا! کہ اگر اُحد کا پہاڑ بھی سونا بن جائے تو مجھے یہ پسند نہ ہوگا کہ تین دن کے بعد اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہے۔ آنحضورؐ بڑے شجاع تھے۔ آپؐ کسی بھی تکلیف یا خوف سے نہیں بھاگتے تھے۔ ایک جنگ میں آپؐ کے کئی ساتھی بھاگ گئے لیکن آپ بلا خوف و خطر آگے بڑھتے جا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے جو خطبہ دیا وہ مساواتِ محمدی کو سمجھنے کے لئے حرفِ آخر ہے۔ آپؐ نے فرمایا" اے لوگو! عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم بھی مٹی سے بنے تھے۔ بعثت کے بعد مکہ میں دعوتِ اسلام مخالفتوں کے باوجود عزم و استقلال کا مظاہرہ، ہجرتِ مدینہ، غزوات، صلح حدیبیہ، سلاطین کو دعوتِ اسلام اور حجۃ الوداع میں اہم تعلیمات، اسلام کا اعلان، آپؐ نے نہ صرف اعتقادات اور عبادات کی طرف توجہ دی بلکہ زندگی کے تمام تر مسائل کو بھی سلجھایا خواہ اُن کا تعلق اعتقادات سے ہوتا یا عبادات سے، معاملات سے ہوتا یا اخلاق سے، معیشت سے ہوتا یا سیاست سے، یہاں تک کہ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے متعلق کتاب و سُنت

Marfat.com

میں تعلیم موجود نہ ہو۔

سیرت پاک کے مطالعہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا پیغام پوری انسانیت کے سامنے ایک بار پھر عیاں ہو اور قافلۂ زندگی دورِ حاضر کی تاریکیوں میں اس طرح جاہ و فلاح کا راز پالے جس طرح اُسے چھٹی صدی عیسوی کے بحران سے نجات پانے کا راستہ ملا تھا۔ اس سے انکار نہیں کہ حضور اکرمؐ سے قرب کی ہر کوشش خدا کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے اور اس پر اجر کی توقع رکھنی چاہیئے۔ لیکن ایسی کوشش کا اولین مدعا زندگی سنوارنا بھی ہو۔ اس کے تصور کے ساتھ ہم اس سے اکتساب کر سکتے ہیں۔ اس سے عزم و ہمت کا درس لے سکتے ہیں۔ اس سے انسانیت کی عظمت کا جذبہ اخذ کر سکتے ہیں۔ اس سے بدی کی طاقتوں کے خلاف معرکہ آراء ہونے کے لئے ایک تڑپ پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ اس سے صرف عقیدت تو رکھتے ہیں لیکن اس کا اتباع نہیں کرتے۔

میرا حاصلِ مطالعہ و تحقیق یہ ہے کہ ہم نے مطالعۂ سیرت کا صحیح بنیادی نقطہ نظر گم کر دیا ہے۔ آپؐ کی زندگی کا ہر گوشہ ایک ہی طرح کے کمال کا نمونہ ہے۔ تاریخ کے پاس یہی ایک انسانِ اعظم ہے جس کو مشعل بنا کر ہر دور میں ہم ایوانِ حیات روشن کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

رسول اکرمؐ کی زندگی

پیروی اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے

مذکورہ الفاظ خداوند کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہے تاکہ لوگ آپ کے اخلاقِ عظیم اور فضائل کریمیہ کا اتباع کریں۔ ایسے اتباع نے صحابہ کرامؓ کو وہ درجہ دیا جو تاقیامت نمونہ رہیں گے۔ آپؐ آخری نبی ہیں اس لئے آپؐ کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر حصہ مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپؐ صرف مومنوں کے لئے رحمت نہیں ہیں بلکہ رحمت للعالمین ہیں۔ آپؐ ہر ایک کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ ہم جب تاریخ کے ابواب پہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام نے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی نہیں بلکہ ہر اس چیز کو جس کا تعلق سرکارِ دوعالم سے ذرا بھی تھا اس قدر حفاظت سے دُنیا کے سامنے پہنچایا ہے کہ حیرت ہوتی ہے، حضورؐ کے اقوال، افعال اور متعلقاتِ زندگی کی روایات کو اس قدر جامع اور دیانت داری سے بیان کیا گیا کہ کوئی بات نہیں چھوڑی، کوئی قوم دُنیا میں ایسی نہیں، جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔ حضور نبی اکرمؐ نے جہاں اپنے افعال اور اعمال کی اشاعت کی اجازت دی، وہاں یہ بھی فرمایا، کہ جو کوئی میرے متعلق قصداً غلط یا جھوٹی بات بیان کرے گا اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ بڑے بڑے صحابہؓ روایت کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ حضورِ اکرمؐ دُنیا میں انسانیت کا مکمل نمونہ بنا کر بھیجے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے چونکہ آپؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا، اس لئے آپؐ کو جامع الصفات بنا کر بھیجا گیا۔ پہلے تو نبی کے بعد نبی تشریف لاتے رہے

Marfat.com

اور ہدایات پہنچاتے رہے، اب آپؐ کے آنے کے بعد وہ ہدایات ختم ہوگئیں اور جو ہدایات آپؐ نے دی ہیں وہ قیامت تک کے لئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک دفعہ حضورؐ کی کوئی بات نقل کی تو چہرے کا رنگ بدل گیا اور تھرا گئے۔ پھر کہا! حضورؐ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ اس کے قریب قریب فرمایا تھا۔ راوی آپؐ کی کسی روایت کو بیان کرتے ہیں خاصی احتیاط برتتے تھے۔ دُنیا کے بڑے بڑے محققین نے حضورؐ کی زندگی پر بھرپور تحقیق کی ہے۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں انہوں نے بھی حضورؐ کی سیرت و کردار پر نہ اعلانِ رسالت سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی تنقید کی ہے اور نہ ہی آئندہ کر سکیں گے۔ سیرتِ طیبہ ہی وہ سیرت ہے جس کی تقلید مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ مسلمان اس پر چل کر انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مسلمان اس کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں وہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ کی چھان بین سیرتِ طیبہ کے دائرے میں رہ کر کریں وہ یہ دیکھیں کہ ہم نے اب تک کیا کھویا اور کیا پایا ہے اور کہاں تک اُسوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے۔ ارشاد ہے کہ " تم اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان و مال، آل اولاد اور دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں "۔ حضورؐ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اُن کی سیرت پر عمل کرنا پڑے گا، اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ محبوبِ خدا کی بتائی ہوئی راہ پر ہم کہاں تک گامزن ہیں۔ اسوہ حسنہؐ کی مثالیں اور حدیثیں ہمارے سامنے روزِ روشن کی طرح موجود ہیں۔ آپؐ نے ہر کام کے حکم دینے سے پہلے خود اس کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس نمونہ پر ہم مکمل یا جزوی طور پر کہاں تک چلے ہیں یا اس کو کہاں تک اپنایا ہے وہ اطاعت، وہ طریقہ، وہ اصول، جس کا سبق دیا گیا ہے۔ اس پر گامزن ہونے کے لئے ہم کلامِ الٰہی سے رجوع کرتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے کہ کسی مومن مرد یا عورت کے لئے یہ صورتِ حال جائز نہیں ہے کہ

Marfat.com

جب اللہ اور اس کے رسولؐ کسی بھی کام کے لئے اُسے حکم دیں تو اُس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں اس کے اپنے دل اور اپنی مرضی کا کچھ بھی اختیار باقی ہو۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ یقیناً گمراہ ہوگا۔ اس آیتِ شریف کے حکم سے معلوم ہوا کہ اسوہ حسنہؐ کی پابندی مومن پر شریعت نے فرض کر دی اور اس پر اسے پورا پورا ایمان لانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ اور پیغمبر کا علیحدہ علیحدہ خطۂ تبلیغ مقرر کیا مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ لہٰذا آپؐ کو عظیم اسوہ حسنہ عطا کیا گیا۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ اسوۂ حسنہؐ ہی نے اُن کو خاک سے افلاک پر پہنچایا۔ ان حضرات کی زندگی میں انقلاب اور تغیّر اسوۂ رسولؐ ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اتباعِ رسولؐ کے وہ نمونے دکھائے کہ انسانی عقل اِن کو سُن کر دنگ رہ جاتی ہے۔ انہوں نے محبتِ رسولؐ میں جو جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں اُن کی مثال کہیں بھی نہیں ملتی۔ جو صعوبتیں اور مصیبتیں اعلائے کلمۃ الحق میں اُٹھائیں وہ ماقبل کی اُمتوں نے نہیں اُٹھائیں۔ حضرت خدیجہؓ قریش کی متمول ترین خاتون تھیں۔ مگر حضورؐ کی زوجیت میں آنے کے بعد دُنیا نے یہ دیکھا کہ وہی حضرت خدیجہؓ جن کا کاروبار لاکھوں میں تھا، فاقے کر رہی ہیں۔ ان کے گھر میں دوسرے وقت کے لئے آٹا بھی موجود نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ مکّہ کے مال داروں میں سے ایک مال دار تھے۔ انہوں نے اپنا تمام تر سرمایہ خدا کی راہ میں دے دیا اور غنی کے لقب سے سرفراز کئے گئے۔

:::::::::::::::::::::::::

Marfat.com

سیرت النبیؐ کے تاریخ ساز پہلو

شہرِ علم، پیکرِ علم، یتیموں اور غریبوں کے ملجأ و ماوی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے تفصیلی جائزے کو پابندِ الفاظ کرنا حدِ ادراک سے ماورا ہے تاہم آپ کی پاکیزہ حیاتِ اقدس کے مختلف عہد آفریں پہلوؤں کی روشنی سے اس سیرت کے اوصافِ حمیدہ اور اطوارِ عالیہ کے خدوخال ضرور اُجاگر ہو جاتے ہیں۔ سلسلۂ نبوت کی اس آخری اور سنہری کڑی نے نہ صرف نبوت کے تمام تقاضے پورے کئے بلکہ انسانی تہذیب کی آبیاری کے لئے فیوض و برکات کے اس پُرانوار چشمے نے زندگی کے تمام اصولوں اور معاشرے کی تکمیلِ جزئیات سے دُنیا کی حیاتِ نو کو ابدی روشنی بخشی۔ نبی کریمؐ کی ذاتِ بابرکات کے تمام پہلو از خود اتنے جامع اور روشن ہیں کہ تاہنوز مورّخ کا قلم انہیں ہدیۂ تبریک پیش کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ عکاسی بھی آپؐ کی مثالی شخصیت کا صرف پرتو ہے۔

جب ہم آپؐ کے مقدس حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو زندگی کے ہر منصب پر آپؐ کی حکمرانی و سرفرازی کا عَلَم لہراتا نظر آتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ایک پرندے کے بچوں کی بازیابی سے احکامِ شریعت کی تکمیل تک ہر جگہ آپؐ کا حُسنِ عمل کارفرما نظر آتا ہے۔ رحمتہ للعالمین کے طور پر ہم آپؐ کی زندگی کو دیکھتے ہیں کہ بلا امتیاز، خورد و کلاں، انسان و حیوان، امیر و غریب، مرد و زن، پیر و جواں، شاہ و گدا، نوا و بے نوا اور ہر مسلم و غیر مسلم کے لئے آپؐ سراپا رحمت و شفقت اور مکمل محبت ہیں۔ ایک روشن مثال یہ ہے کہ

Marfat.com

ایک نادار لڑکا جو گلّہ بان ہے جس کی قسمت یاوری کرتی ہے اور جو بزمِ نور میں معصیت کے داغوں سے مصفا ہونے کی تلاش میں آیا ہے۔ تبلیغِ نبیؐ کی اثر آفرینی میں دن بیت جاتا ہے۔ شام ہوتی ہے تو اس کا ارادہ متزلزل ہو جاتا ہے اور اسے یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اس کی بھیڑ بکریوں نے کچھ چرا تو نہیں، تو وہ دودھ کیسے دیں گی اور اگر دودھ نہ ملا تو .... اور یہ متوقع سزا کا تصور بڑا جان لیوا تھا۔ پھر اس کی التجا پر آپؐ کے دستِ شفقت سے بھیڑیں فیضیاب ہوتی ہیں وہ گھر جاتا ہے تو ریوڑ خلافِ سابق دودھ زیادہ دیتا ہے اُس لڑکے کو یک دم طمانیت اور مسرت کا بھرپور احساس ہوتا ہے جس سے اُس کا ایمان مزید مستحکم ہو جاتا ہے اور یوں آپ کی شفقت اپنے معجزے دکھاتی ہے۔

تاریخِ اسلام کا ایک کردار بدطینت بڑھیا ہے جو سبہ جاتے ہوئے پیغمبرِ اسلام پہ باقاعدگی سے کچھ کوڑا پھینکا کرتی ہے۔ ایک دن اُسے غیر حاضر پا کر نبی کریمؐ نے استفسار کیا تو پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑھیا بیمار ہو گئی ہے یہاں چشمِ تاریخ حالات کی انگڑائی اور بخار کی کرشمہ سازی ملاحظہ کرتی ہے کہ نبی کریمؐ کی عیادت سے بھٹکی ہوئی بڑھیا راہِ راست پر کیا آتی ہے اس کے چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔ اُسے بے نوائی کی شکایت نہیں رہتی بلکہ وہ تقدیس کے حلقے میں شامل ہو جاتی ہے۔ یہی وہ اندازِ تبلیغ ہے کہ اسلام سُرعت سے پھیلتا ہے۔ اس کا تمام تر سہرا حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت کے سر ہے۔ طائف کے بدقماش اور ناعاقبت اندیش لوگ آپؐ کو لہولہان کر دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود نبوت کی زبان سے حرفِ دُعا نکلتے ہیں۔ نبوت کے ہاتھ اس مقامِ امتحان پر بھی ربّ العزّت کی بارگاہ میں گمراہانِ ایمان کی سلامتی کے لئے اُٹھتے ہیں۔ کردار کی یہی بلندی اور خلوص و مروت کے تیوروں کا یہی ثبات تھا جس کے سبب اسلام کی عظمت نے غیر مسلموں کو اتنے قلیل عرصے میں ایمان سے مسحور کر دیا

Marfat.com

یہی وہ پاکیزہ اندازِ تبلیغ تھا جس نے اسلام کی قوت و عظمت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔ اسلام کی آفاقیت اور ہمہ گیری اُفقِ عالم پر اس سرعت سے پھیلی کہ نیم وا آنکھیں مکمل طور پر بینا ہو گئیں۔ پردہ پڑے کان مائل بہ سماعت ہو گئے اور قلب و جگر طمانیت اور سکون کے خزانے سے مالامال ہو گئے۔ آپؐ کی رحمت کو خدائے جلیل نے اس آیتِ کریمہ کی زبان میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

وَمَا اَرسلنٰکَ اِلاَّ رَحمتہ لِلعٰلمِین۔

آپؐ کی ذات شفقت و محبت اور ایثار و وفا کا نادر نمونہ تھی۔ جس کے متعلق ہزاروں واقعات تاریخ کی جبین پر رقم ہیں۔ لیکن ان سب کا احاطہ کرنے سے مضمون کی بے جا طوالت کا خدشہ ہے۔ اس لئے اب ہم حیاتِ نبیؐ کے چند اور پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک عظیم منتظم کی حیثیت سے آپؐ کی بصارت کا اندازہ صلح حدیبیہ کے واقعات سے ہوتا ہے۔ عدل و انصاف کی بے شمار مثالیں آپؐ کی انتظامی صلاحیت کی دلالت کرتی ہیں۔ خانہ کعبہ میں ایک دفعہ حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر آپؐ کی حاضر دماغی، تدبرؐ، ذہانت اور معاملہ فہمی کا ثبوت ملتا ہے۔ جب آپؐ نے محض یہ کہہ کر ایک متوقع لڑائی کا خطرہ ٹال دیا کہ پتھر ڈالی چادر کا ایک ایک کونہ ہر قبیلے کا ایک منتخب نمائندہ پکڑ کر مقام تنصیب تک جائے تو یہ ثواب کا حصول بھی ہو گا اور باہمی مروت بھی قائم رہے گی۔ اس طرح یہ مسئلہ بطریقِ احسن حل ہو جاتا ہے۔

آپؐ کی امانت اور صداقت زبان زدِ عام تھی۔ حتیٰ کہ ہجرت کی رات بھی آپؐ حضرت علیؓ شیرِ خدا کو محض اس لئے ہمراہ نہ لے گئے کہ کل امانتیں لوٹا کر تم بھی چلے آنا تاکہ لوگ بدحواس نہ ہوں، جنگی سُوجھ بُوجھ اور کامیاب منصوبہ بندی سے آپؐ ایک کامیاب جرنیل نظر آتے تھے۔ جنگِ اُحد میں اپنے فوجی دستوں کو آپؐ پہاڑی درّہ نہ چھوڑنے کی تلقین کرتے ہیں اور جب دستے فتح کی جلدبازی اور خوش فہمی میں وہ جگہ چھوڑ دیتے ہیں

Marfat.com

تو خالد بن ولید کی فوج اس گھاٹی کے عقب سے شدید حملہ کر دیتی ہے جس سے نبی کریمؐ کا دانتِ مُبارک بھی شہید ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جنگِ بدر میں آپؐ کی پیش بندی ایک کامیاب جرنیل کے طور پر بھی آپؐ کو نہایت ممتاز کرتی ہے۔ آپؐ ایک عبادت گزار اور متقی کے طور پر کائنات بھر میں سب سے افضل و اکمل ہیں۔ رات بھر نہایت خشوع و خضوع سے عبادت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی فتح اور اسلام کی عظمت کے لئے دُعاگو رہتے ہیں، بلاشبہ آپؐ کی سیرت کا یہ پہلو بھی بے مثال ہے۔

ایک شفیق باپ کی حیثیت سے حضرت فاطمہ زہراؓ کی گھریلو زندگی اس بات کا درخشاں مظہر ہے کہ آپؐ ان سے گھریلو مشکلات پوچھ کر مفید مشورے دیتے رہتے ہیں۔ خادمہ کے مسئلے پر آپؐ انہیں ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت و برکت کا احساس دلاتے ہیں اور انہیں ایک باپ کی تربیت اور پیار سے نوازتے ہیں۔ ایک مخلص بھائی کی حیثیت سے بابِ علم حضرت علیؓ سے آپؐ کے قریبی روابط آپؐ کی علمی مجلس اور دیگر صحبتیں اس امر کی بطریقِ احسن وضاحت کرتی ہیں۔ آپؐ ایک محسن نانا ہیں، ایک عظیم اُستاد ہیں۔ حضرت امام حسنؓ اور امام حُسینؓ سے آپؐ کا التفات اور والہانہ لگاؤ اور حضرت علیؓ کی تربیت اس ضمن میں کافی ہیں، آپؐ معلّمِ انسانیت ہیں، ایک عظیم مبلغ ہیں۔ الغرض آپؐ کی شخصیت ایک تراشیدہ ہیرا ہے۔ کلامِ پاک میں ارشاد ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (یقیناً تمہارے لئے پیغمبرِ خدا کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے) (احزاب: ۲۱)

نبی کریمؐ نرم خوئی میں حضرت مسیحؑ ہیں تو جوش میں حضرت موسیٰؑ ہیں۔ حضرت یحییٰؑ کی طرح تبلیغ کرتے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح وطن چھوڑتے ہیں۔ محض اسلام کی خاطر اور حضرت یونسؑ کی طرح غارِ ثور کے شکم میں تین دن رہتے ہیں۔ آپؐ صبر میں

Marfat.com

حضرت ایوبؑ اور حسن میں نجد کے یوسفؑ ہیں۔

اس لئے کلامِ پاک میں خدا تعالیٰ نے آپؐ کو براہِ راست یا محمدؐ کہنے سے گر
کیا ہے بلکہ کبھی "طٰہٰ" کبھی "مدثر" اور کبھی "یٰسین" کہہ کر مخاطب کیا ہے اور یہ مرتبہ کسی
پیغمبر کو شاید ہی ملا ہو۔ اخلاق و سیرت، حسن و کردار کے اعتبار سے حضورؐ کی ذات وہ منو
آفتاب تھی جس میں ہر خوبی کی جھلک اور حسن کا رنگ تھا۔ آپؐ انتہائی نڈر اور بہادر
تواضع کے پیکر تھے، دریا دلی میں بے مثل تھے۔ حلیم و بردبار تھے اور دینی حمیت
سے مالا مال تھے۔ یہ آپؐ کی انفرادیت رہی ہے کہ دُنیا کی انتہائی غیر مہذب منہ
اُجڈ اور جاہل قوم کو آپؐ نے عمل و کردار کی راہ دکھائی۔ بُتوں کے پجاریوں کو خدا
عبادت کا مزا چکھایا، دشمن کی صفوں میں دوستی اور اخوت کے جذبات پیدا کئے۔ سچا
اور علم سے آگاہ کیا۔ کمزوروں اور بے نواؤں کو طاقت اور توانائی بخشی۔ حتیٰ کہ حیوان
کے حقوق کی فراہمی پر بھی سختی سے زور دیا، آپؐ کی اسی عزیب پروری کی بدولت خدا نے
ہے کہ (وانک لعلیٰ خلق عظیم) بلاشبہ آپؐ کے اخلاق عظیم ہیں۔)

حضرت جعفر طیارؓ نے شاہ حبشہ کے استفسار پر عربوں میں اسلام کی تبدیلی
یہ نقشہ کھینچا کہ ہم جاہل تھے، مُردار خور تھے، بُت پرست تھے، لغو گو اور بہتان تراش
تھے اور کسی قانون و قاعدے کے پابند نہ تھے۔ جب کہ رب جلیل نے ہم میں سے ایک
عظیم ہستی کو مبعوث کر دیا۔ جس نے ہمیں درسِ توحید دیا۔ عورتوں اور بیویوں کے
حقوق بتلائے، غلام پروری سکھائی، راست گوئی، حق بازی اور ایفائے عہد سے
روشناس کرایا اور نماز پڑھنے، صدقہ دینے اور روزے رکھنے کی فضیلت بتا
حجاب و حیا کی منزل کی نشان دہی کی۔ بیماروں کی عیادت، پڑوسیوں کے حقوق، اسا
کا ادب اور یتیموں کی کفالت کے لطف آگیں سرور کا پتہ بتایا۔ الغرض رسولِ کر
کی روشن سیرت کے تاریخی پہلوؤں کے زیرِ اثر ہی وہ انقلاب تھا، وہ تبدیلیاں

Marfat.com

وہ محرکات تھے، وہ اسباب تھے، وہ عوامل تھے جن کے ذریعے اسلام دُنیا کا عظیم اور خدا کا پسندیدہ مذہب قرار پایا۔

Marfat.com

سیرت النبیؐ — قرآن کے آئینے میں

فخرِ موجودات سرورِ دو جہان سرکارِ دو عالم سیدنا حضور نبی کریمؐ کی سیرت پاک کے مطالعہ سے پیشتر اس وقت کے انسانی معاشرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی از بس ضرور ہے۔ دراصل تخلیقِ کائنات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبود اور اصلاحِ احوال کے لئے اور ان کو یہ بتانے کے لئے کہ فلاں کام ان کے لئے نقصان اور ناجائز ہے اپنے کچھ نمائندے بھیجے جو نبی یا رسول کہلائے جنہوں نے آکر بنی نوع انسان کو کائنات کے خالق یعنی خدا کے وجود کی خبر دی۔ اس کے احکامات اور پیغامات ان تک پہنچائے۔ اُن میں سے بعض اپنے ساتھ انسانی برادری کے لئے قواعد و ضوابط تحریری آئین کی صورت میں لائے یہی وہ پیغمبروں کی لڑی ہے جو حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی۔ اس لڑی کے آخری موتی حضور مرتبت آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے وہ قانون و آئین جو انسانی معاشرے کے نظم و نسق چلانے کے لئے آتے رہے اُن میں زبور، توراۃ، انجیل جیسی الہامی کتابیں تھیں، پھر نبی آخر الزمان کے ذریعے جو آخری قانون آیا وہ قرآن کریم ہے یہی وہ آخری آئین ہے جسے خالقِ کائنات نے اپنے بندوں کو غلط اور صحیح کی تفریق کے لئے بھیجا۔ جس کے متعلق سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ میں حتمی نشان دہی کی گئی ہے جو ان درجنوں اشاروں میں سے ایک ہے جو اس کتاب میں جگہ جگہ دیئے گئے ہیں۔ سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اے پیغمبر یہ قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔ اس کو ہم نے تم پر اس غرض سے اتارا ہے

Marfat.com

"تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ یعنی اس ذات کے راستے پر لاؤ جو سب سے زبردست اور ہمہ وقت اور ہر حال میں تعریف کے لائق ہے۔" اور یہی وہ آخری پیغام تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کو نوید دی کہ "اے نبی! اب یہ پیغام مکمل ہو گیا ہے ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔" (سورہ مائدہ)

اب اس آخری پیغمبر کے متعلق وہ آئینی سند ملاحظہ ہو جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ انسانی فلاح و بہبود کے لئے حرفِ آخر ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ احزاب پارہ ۲۲ آیت ۴۰ میں فرماتا ہے "لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر اور اللہ تعالی تمام چیزوں کے حال سے واقف ہے۔"

چنانچہ یہ امر مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی معاشرے کی بہتری کے لئے اپنے مثالی بندے متعین کرتا رہا ہے جو اس کے پیغام کا عملی نمونہ ہوتے تھے۔ صرف اسی صورت میں صحیح اور غلط کی تمیز سے نا آشنا لوگوں کو صحیح کی تمیز کرائی جا سکتی تھی۔ اس وقت کا انسانی معاشرہ جب حضور نبی کریمؐ کی بعثت ہوئی آپؐ سے پیشتر لاکھوں نبیوں کے آنے کے باوجود اسی بے راہ روی کا شکار تھا، غیر خدا یعنی بتوں کو پوجنا، انسانی حقوق کی پامالی، انسان کو حیوان سے بدتر جاننا اور کمزور انسانوں کو غلام بنا کر رکھنا، طبقاتی تفریق، عورت کو لونڈی سے زیادہ درجہ نہ دینا، کون سی معاشرتی برائی تھی جو اس وقت کے معاشرے میں موجود نہ تھی۔ یہ برائیاں مشرق تا مغرب پھیلی ہوئی تھیں اور دنیا کا کوئی خطّہ ان سے پاک نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا کہ وہ ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے اور ان کی ہر رحمت قرآن پاک کے آئینے میں تھی۔ آپؐ قرآن کا عملی نمونہ تھے اور تمام انبیاء کی خوبیاں لے کر تشریف

Marfat.com

لائے تھے۔

آپؐ کی تشریف آوری کے بعد بت کدے اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں میں بدل گئے۔ معاشرے میں انسانوں کو اشرف المخلوقات کا صحیح مقام نصیب ہوا۔ دنیا امن کا گہوارہ بننا شروع ہو گئی۔ انسان کو انسانی بھائی چارے کا احساس ہوا۔ بڑے چھوٹے کی تفریق ختم ہو گئی۔ انسان کو انسانی غلامی سے نجات مل گئی۔ حق اور صداقت کا بول بالا ہوا۔ حضورؐ خود ان تمام صفات کے حامل تھے۔

یہ سب خوبیاں قرآنی خوبیاں ہیں جن کے اتباع کی تاکید اللہ تعالیٰ نے بار بار کی ہے اور اپنے نبیؐ کو ان سب خوبیوں کا نمونہ بنا کر بھیجا۔ آپؐ کا اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا اور سونا جاگنا، پڑوسیوں سے تعلقات، مریضوں کی عیادت، اولاد سے مراسم، جنگوں میں کردار، مال وزر سے رشتہ، جود وسخا، عفو ودرگزر، شادی بیاہ، عورتوں کے حقوق، غیر مسلموں سے رشتہ، غلاموں سے سلوک، دشمنوں سے برتاؤ، حتیٰ کہ دیگر انتظامی امور میں چھوٹے سے لے کر بڑے بڑے کام تک سب اللہ کے آئین اور ضابطے کے مطابق تھے جسے قرآن کہتے ہیں یہی وہ قرآنی اوصاف تھے جو سیرتِ رسول کی شکل میں اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں مسلم قوم نے اپنائے جس کے اتباع سے عرب کی بکھری ہوئی قوم ملتِ اسلامیہ کی عظیم صورت بن کر اُبھری اور آن کی آن میں ساری دُنیا پہ چھا گئی۔

قیصر وکسریٰ پہ ملتِ اسلامیہ کی حکمرانی قائم ہوئی۔ دنیا کا گوشہ گوشہ اس روشنی سے منور ہو گیا۔ تاریکیاں چھٹ گئیں مگر اس اتباع کو جب ترک کیا تو وہی ذلت ورسوائی مقدر بن گئی۔ جس کی پیشن گوئی قرآن کر چکا تھا اور حضورؐ انتباہ فرما چکے تھے۔

آج اگر مسلمان قوم دوبارہ اپنے عروج کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اُسے پھر اُسی اسوۂ حسنہ کو دل وجان سے تھامنا ہوگا۔ اس کو زندگی کا شعار بنانا ہوگا چونکہ معاشرے کی ٹوٹ پھوٹ کا فقط یہی ایک علاج ہے اور اسی میں نہ صرف ملتِ اسلامیہ بلکہ انسانی فلاح کا راز پوشیدہ ہے۔

....

Marfat.com

آنحضرتؐ — تاریخ کے آئینے میں

اس میں شک نہیں کہ تمام مقننوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جن کی سوانح حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات سے زیادہ مفصّل اور سچّی ہوں " دوسرے پیغمبروں کے برخلاف جن کی اصل تصویر عقیدت مندی کے دھندلکے کے باعث ہم سے چھپی ہوئی ہے۔ محمدؐ ایک روشن اور تاریخی کردار ہیں جن کے طرزِ عمل اور طریقِ زندگی کی پوری تفصیلات خود اُن کے ہم عصروں نے ہمارے لئے جمع کر دی ہیں۔ آنحضورؐ کی ذات اقدس میں انسانی زندگی کی تمام حیثیتیں جمع تھیں۔ ایک انسان، ایک باپ، ایک شوہر، ایک دوست، ایک خانہ دار، ایک تاجر، ایک افسر، ایک حاکم، ایک قاضی، ایک سپہ سالار، ایک بادشاہ، ایک استاد، ایک واعظ، ایک زاہد و عابد اور ایک پیغمبر آپؐ میں موجود تھیں۔

آپؐ نے ایک مذہب، ایک تہذیب اور ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ہدایت اور تعلیم کا سب سے کارگر اسلوب یہ ہے کہ جن اصولوں کی تعلیم دینا ہو اُن کو اپنی زندگی میں جذب کر کے ایک عملی نمونہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے پیش کر دیا جائے کیوں کہ انسان کانوں کے ذریعے کم اور آنکھوں کے ذریعے زیادہ سیکھتا ہے اور اُس کے بننے کا بگڑنے کا انحصار اُن باتوں پر کم ہوتا ہے جو سُنتا ہے اور اُن باتوں پر زیادہ جو وہ دیکھتا ہے۔

پیغمبرِ اسلام کا یہی دستور تھا کہ کبھی کوئی نصیحت آپؐ کی زبان سے نہ سُنی گئی جس پر پہلے آپؐ نے عمل کر کے نہ دکھایا ہو، لوگوں کو یادِ الٰہی کی ترغیب دی تو خود اُس کا مُرقع بن گئے۔ نماز کی نصیحت فرمائی تو اپنا وطیرہ بنا لیا کہ آج تک کسی نمازی کو اُس کے قریب بھی

Marfat.com

پہنچنے کی توفیق نہ ہو سکی۔ ساری ساری رات جاتے نماز پڑھی گزر جاتی تھی اور کھڑے کھڑے پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ روزوں کی فرضیت کا اعلان کیا تو اوروں کے لئے ماہِ رمضان کے روزے فرض بتائے اور اپنا یہ حال کر لیا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ روزے رکھنے پر تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی افطار ہی نہ کریں گے۔ زکوٰۃ و خیرات کا حکم دیا تو خود ایسے کشادہ دست ہو گئے کہ جو پایا، خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتوحات کے دور میں مال و دولت کی کمی نہ رہی تھی، لیکن جب حضورؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو زرہ تک رہن تھی۔ یہی شان زہد و قناعت، توکل و ایثار، صبر و شکر رحم و کرم، حلم و بردباری عفو و درگزر میں بھی نمایاں تھی۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ مصیبتوں اور پریشانیوں میں عزم و استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے کی تلقین فرمائی تو خود کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ میدانِ جنگ میں ایسے مرحلے بھی آئے کہ مسلم فوجیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے مگر آپؐ اپنی جگہ پر جمے رہے۔ آج الحاد و مادیت کے کارخانوں سے نکلے ہوئے سانچے انبیاء کرام کی اہمیت اور ان کی تعلیم کی قیمت کو مسخ کرنے کے درپے ہیں لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ حرّیت اور عدل پسندی، اخوت و انسانی ہمدردی کی جو بھی جھلک ان کے عقائد و نظریات میں ملتی ہے وہ کس کی نور پاشی کا صدقہ ہے، غور و فکر، تجربہ و تجزیہ، جہد و ستیز جو ان کے روشن ترین ستارے ہیں، وہ انہوں نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی نے بالکل صحیح اور واقعہ کے عین مطابق فرمایا ہے کہ آج یہاں جو بھی عدل و میزان کا وجود ہے وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم و تصنیف اور تقریر و خطبہ کا اثر نہیں ہے، بلکہ طبقہ انبیاء ہی کی بلا واسطہ یا بالواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج دُنیا کے گوشے گوشے میں کتنے ہی ماہرین مبلغ ہیں، مگر نیکی، عدل، احسان، ہمدردی، نیکوکاری، حسن و خلق کی تعلیم، تبلیغ و دعوت ان ہی کی زبانوں سے رہی ہے جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں۔

Marfat.com

جو عقیدہ میں ملحد ہیں ان کی نیکوکاری ان ہی پیغمبروں کے نادانستہ فیضانِ تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس بنار پر جو لوگ ذہنی طور پر پیغمبروں کے منکر ہیں وہ بھی عملی طور سے ان کی تعلیم کے معترف نظر آتے ہیں۔ اسی لئے قرآن میں آپ کی فوقیت یوں بیان کی گئی ہے "اے محمدؐ ہم نے آپؐ کو تمام انسانوں کے لئے بھیجا ہے) گڈریوں اور چرواہوں کی ایک جاہل و ناشائستہ قوم جو جائز و ناجائز اور صحیح و غلط کی تمیز سے تقریباً ناآشنا تھی جو خانہ جنگیوں کے لامتناہی سلسلے میں اس طرح جکڑی ہوئی تھی کہ قومی فلاح و بہبود کا تصور اس کے ذہن سے چھو کر بھی نہیں گیا تھا وہ ایک بزرگِ کامل اور ایک بلند مرتبت ہستی کے اثر سے یکایک دینی اور دنیوی ترقی کی بلند ترین صدر گاہوں کو زینت بخشنے لگتی ہے اور اس کے خشک ریگستانی خطے سے علم وحکمت، سعادت وقوت کے وہ چشمے پھوٹتے ہیں کہ اس وقت تک کی دریافت شدہ دُنیا کے تینوں برّاعظم ان سے سیراب ہونے لگتے ہیں۔ کیا اس معلّم اعظم کی کیمیا اثری کو کسی اور ثبوت کی ضرورت ہے۔ خود دربارِ نبویؐ مختلف نسلوں اور ملکوں کے افراد سے تشکیل پذیر ہوا تھا اس میں صہیب رومی، ذوالکلاع، حمیری، ابوسفیان، کرزمہری، بلال حبشی، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، طفیل درسی، اثابہ نجدی، ابوعامر اشعری پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں اور ہر شخص اپنے ملک اور قوم کی نمائندگی کر رہا ہے۔ رسول اللہؐ نے اور مسائل کی طرح نسلی تعصب کا بھی مقابلہ خالص عملی انداز میں کیا اور عدم مساوات کے جملہ احتمالات کو ختم کر دیا۔ وحدتِ اسلامی میں داخل ہونے والے ہر شخص کو آپؐ ہی کے دور میں یکساں قانون، شرعی اور اخلاقی حقوق حاصل ہو گئے تھے یہ طریقہ اسلامی عروج کی تمام صدیوں پر رائج رہا اور آج مسلمانوں کی تنزلی اور انحطاط کے عہد میں برابری اور برادری کے جو مناظر ان کے اجتماعات میں نظر آتے ہیں کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتے۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی سے لے کر چھوٹے چھوٹے مسلم گھرانوں کی جائے نمازوں تک اور دستر خوانوں سے لے کر قبرستان

Marfat.com

تک عربی و عجمی، ہندی و حبشی، شاہ و گدا اور امیر و غریب کا کوئی فرق نہیں ملتا۔ اب آپؐ کی دُنیا کی راہ نمائی اور کائنات کی سروری کے متعلق سُنیئے، دُنیا کا لیڈر وہی ہو سکتا ہے جو مُلکی، نسلی اور طبقاتی قیود سے بلند ہو، جس نے تمام انسانی برادری کی بھلائی اور بہبود اپنے سامنے رکھی ہو۔ ایک محبِّ وطن یا قومی راہنما اس اعتبار سے ضرور قابلِ احترام ہے کہ اس نے اپنے ملک و قوم کی بے لوث اور بھرپور خدمت کی ہے، ایثار کیا ہے اور تکلیفیں جھیلیں ہیں، عزم راسخ اور سیاسی فراست کے بہترین نمونے دکھائے۔ اپنوں کے شر کا کامیاب مقابلہ کیا، ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ معاشی و معاشرتی اصلاحات جاری کیں وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً ابراہم لنکن، لینن، اسٹالن، مصطفےٰ کمال، گاندھی، حضرت قائدِ اعظم وغیرہ سے ان کی قوموں سے تعلق نہ رکھنے والے بھی بعض طبقے عقیدت رکھتے ہیں۔ لیکن ان قومی محسنوں کو دوسری قومیں اپنا لیڈر تو نہیں مان سکتیں۔ روس اور چین میں اگرچہ کتنی اصولی اور نظریاتی یک رنگی ہے لیکن کیا روسی قوم ماوزے تنگ کو اپنا قائد تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتی ہے؟ یہاں یہ بات واضح ہے کہ جس شخص کی محبت ونصح، خیرخواہی اور کارگزاری اس کے اپنے وطن تک محدود ہو دوسرے ممالک اسے اپنا راہنما کیوں مانیں، ساری قوم کا لیڈر وہی ہو سکتا ہے جس کے پاؤں میں نسل اور جغرافیائی زنجیریں نہ ہوں۔ جس کی نظر میں سارے انسان ایک ہوں جس کے دل میں سب کا درد یکساں ہو۔ جو اپنے فکر و عمل کے پھل تقسیم کرتے وقت اپنے اور پرائے کا فرق روا نہ رکھے۔ پھر یہ کہ اس کی تعلیم زندگی کا کوئی ایک رُخ نہیں، بلکہ پوری تصویر پیش کرتی ہو۔ اس کا کردار انسان کی فطرت کا آئینہ ہو اس کے اصول انسانی فطرت کے تمام پہلوؤں، طاقتوں اور کمزوریوں کا احاطہ کرتے ہوں۔ ان کی نوعیت علمی فلسفیانہ ہونے کی بجائے سراسر عملی ہو، پھر یہ بھی کہ اس کی راہنمائی کسی خاص زمانہ میں نہیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر حال میں مفید ہو، صحیح اور قابلِ تقلید

Marfat.com

ہو۔ اس کا پیغام خزاں نا آشنا ہو۔ وقت اس کے اصول قلم زد نہ کر سکے۔ اس کا دریائے فیض ہمیشہ جاری رہے۔ اس کی تربیت گاہ کے دروازے کبھی بند نہ ہوں۔ جس شخص کی قیادت ایک زمانہ میں نفع رساں اور دوسرے میں بیکار ہو، اُسے دنیا کا قائد نہیں کہا جا سکتا، دُنیا کی سرداری تو اُس کا حصّہ ہے کہ جب تک دُنیا قائم رہے اُس کی سرداری بھی قائم رہے۔ موجودہ دور علم و عقل، سائنس و حکمت کا دور ہے، ظن و قیاس، توہم و عجائب پرستی، دیو مالا اور نجوم کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ اسلام کا طلوع درحقیقت اس دورِ جدید کا طلوع ہے۔ دُنیا ظن و قیاس کے اندھیرے سے مشاہدہ و عرفان کی روشنی میں اسلام کے دروازے سے ہو کر آئی ہے اور پیغمبرِ اسلام اس عہدِ جدید کے بانی ہیں۔ آپؐ ہی نے دُنیا کا رُخ توہم پرستی اور رہبانیت کی طرف سے ہٹا کر عقلیت و حقیقت پسندی اور منطقیانہ دنیا داری کی طرف پھیر دیا، آپ نے مخصوص معجزے اور ان ہی کو معیارِ صداقت ماننے کا مذاق پیدا کیا۔ آپؐ نے فرقِ عادت میں خدائی کے آثار ڈھونڈنے والوں کی آنکھیں کھولیں اور آثارِ فطرت میں خدائی کے آثار ڈھونڈنے والوں کی آنکھیں کھولیں اور آثارِ فطرت میں خدا کی نشانیاں دیکھنے کا خوگر بنایا۔ آپؐ نے عقلِ حس اور نسان کو بتلائے، مادّیت اور روحانیت میں مناسبت پیدا کی۔

دین سے علم و عمل کا اور علم و عمل سے دین کا ربط پیدا کیا، مذہب کی طاقت سے دُنیا میں سائنٹیفک اسپرٹ اور سائنٹیفک اسپرٹ سے صحیح مذہبیت پیدا کی۔

پس! ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ جامعیت اور کاملیت اور ہمیشہ محفوظ رہنے والی صفت صرف رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم پر ختم ہے جس طرح اسلام کا خدا رب للعالمین (سب جہانوں کا پروردگار) ہے۔ اسی طرح اس کا رسول رحمۃ للعالمین (سب جہانوں کے لئے رحمت) ہے اور اس کا پیغام تمام دُنیا کے لئے فلاح کا پیغام ہے جو کالے اور گورے، عرب و عجم، ترک و تاتار، ہندی، چینی، افریقی و فرنگی سب کے لئے عام ہے۔

Marfat.com

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور جہاد

رسول اللہؐ کی سیرت کا جہاد کے حوالے سے اگر بنظرِ غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ واضح طور پر یہ شجاعت اور بے مثال قوتِ اعصاب پر مبنی تھی جو خطرناک سے خطرناک اور نازک سے نازک مواقع پر بھی قائم وثابت رہی۔ انتہائی سنگین حالات میں بھی آپؐ پوری سرعت کے ساتھ جنگی تدبیریں وضع کرتے اور اُن پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے تھے۔ فتح ونصرت کے اسباب میں آپؐ کا عزم اور قوتِ ارادی بھی شامل ہے۔ رسول اللہؐ امیرِ عسکر اور سپہ سالار کی حیثیت سے تین امور میں زمان ومکان کے تمام فوجی راہنماؤں سے ممتاز نظر آتے ہیں:

اوّل:۔ آپؐ حد درجہ بلند ہمت اور صاحبِ عزم وثبات قائدِ افواج تھے۔

دوم:۔ آپؐ کی ساری جنگیں حمایت، حریت، نفوذِ اسلام اور اہلِ اسلام کی حفاظت کے لئے تھیں۔

سوم: بالعموم سپہ سالاروں کو اپنی قوم کی حمایت اور پشت پناہی حاصل ہوتی تھی۔ جب کہ آپؐ کو ایک نئی قوم کی تشکیل کرنا پڑی۔ آپؐ نے اپنی عظیم شخصیت کے اثر سے ایک لاجواب فوج تیار کی اور اپنی بے نظیر فراست اور حکمتِ عملی سے انتہائی کامیاب جنگیں لڑیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے جنگ کا اصل مقصد حریف قبائل کو ہلاک کرنا اور اس کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ محض اُس کے شر کو رفع کرنا ہے، اس لئے اس قوت کا استعمال صرف ان ہی طبقوں کے خلاف ہونا چاہیئے، جو عملاً برسرِ پیکار ہیں

Marfat.com

جنگ کا یہ تصور ان تمام تر تصورات سے مختلف تھا جو عام طور پر غیر مسلم دماغوں میں موجود تھے۔ اس لئے اسلام نے تمام رائج الوقت اصطلاحات چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ کی اصطلاح وضع کی۔ اس بارے میں حضور اکرمؐ کی بے شمار احادیث ہیں۔ ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ کوئی شخص مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے، فرمائیے! کہ ان میں سے کس کی جنگ راہ خدا ہے۔ حضورؐ نے جواب دیا! کہ راہِ خدا کی جنگ تو اس کی ہے جو صرف اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے لڑے۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے جنگ صرف دو صورتوں میں ضروری ہو جاتی ہے۔ ایک دفاع اور دوسرے اصلاح۔ مقصدیت کی پاکیزگی نے ہی اسلامی جنگ کو انفرادیت عطا کی ہے۔ البتہ اسلام میں جنگ کا مقصد عقیدے کی آزادی کی حفاظت اور اس کی دعوت و تبلیغ کے حق کی آزادی کے لئے امن و امان قائم رکھنا ہے

اسلام میں جنگ کا تصور انسانی حدود کے اندر ہے، رحمتِ دو عالم نے ارشاد فرمایا:-

"نہ کسی بوڑھے کو قتل کرو، نہ چھوٹے بچے کو اور نہ عورت کو، اموالِ غنیمت میں چوری نہ کرو، جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے، سب ایک جگہ جمع کرو، نیکی اور احسان کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔"

فتح مکہ پر آپؐ نے پہلے ہی سے ہدایات فرما دی تھیں کہ کسی زخمی پر حملہ نہ کرو، جو کوئی جان بچا کر بھاگے اس کا پیچھا نہ کرو اور جو اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اسے امان دینا، رسول اللہؐ نے سپہ سالار کی حیثیت سے اہلِ قتال اور غیر اہل قتال کا فرق بتایا۔ اہلِ قتال کے حقوق بتائے، غفلت میں حملہ کرنے سے احتراز کی نصیحت فرمائی، آگ میں جلانے، لوٹ مار، قتل، تباہ کاری، قتلِ امیر، قتلِ سفیر، بدعہدی، بدنظمی، انتشار اور وحشیانہ اعمال کی ممانعت فرمائی۔ فوجوں کے نظم و ضبط کے ساتھ انہیں شائستہ رہنے کی ہدایت کا سلسلہ بھی نبی اُمیؐ کا ایجاد کردہ ہے۔ داعیِ اسلام کا قاعدہ

Marfat.com

تھا کہ جب آپ کسی کو جنگ پر بھیجتے تو اُسے اور اُس کی فوج کو پہلے تقویٰ اور خوف خدا کی نصیحت کرتے اور پھر فرماتے! جاؤ! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اُس کی راہ میں لڑو ان لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں مگر جنگ پر کسی سے بدعہدی نہ کرو۔ غنیمت میں خیانت نہ کرو" اس کے بعد فوج کو ہدایت کرتے کہ دشمن کے سامنے تین چیزیں پیش کرنا، اول۔ اسلام، دوسرے فدیہ اور تیسری جنگ! جنگ کی اصلاحات کے ساتھ ساتھ نبی آخرالزمان نے مثبت اصول بھی دیئے مثلاً وفائے عہد، غیر جانبداروں کے حقوق کا تعین و تحفظ، اعلانِ جنگ میں اسیرانِ جنگ سے حسن وسلوک، صلح و امان کی شرائط، مفتوحوں کے ساتھ اچھا برتاؤ، ذمیوں کے عام حقوق وغیرہ، غرض اسلام نے جنگ کو اُن تمام وحشیانہ افعال سے پاک کر دیا اور مثبت اصولوں کے ذریعے اُسے دنیا کی تمام جنگوں سے منفرد کر دیا۔ آنحضورؐ کی حربی قیادت بے مثال تھی۔ آپؐ نے تنِ تنہا مشرکین کے غیظ و غضب اور مخالفتوں کا مقابلہ کیا۔ نزولِ وحی سے لے کر آخری دم تک آپؐ ذرہ بھر بھی متزلزل نہ ہوئے۔ آپؐ کے قوی اور مضبوط ارادے نے خطرناک سی صورتِ حال پر بھی قابو پا لیا۔ ہر مصیبت کو صبر سے برداشت کیا، ہجرت سے پہلے مکے میں اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کیا اور ہجرت کے بعد اندرونی سازشوں اور بیرونی جارحیتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ رسول اللہؐ دشمن کی بے انداز فوجی قوت کو کبھی بھی خاطر میں نہیں لائے اور نہ کبھی اپنا ارادہ بدلا۔ آپؐ کی پوری زندگی عزم راسخ کی بہترین مثال ہے۔ نبی اکرمؐ کی بے مثال جرأت و شجاعت نے کئی مرتبہ میدانِ جنگ کے نقشے بدل دیئے۔ جنگ بدر آپؐ کی عسکری صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جنگ احزاب میں آپؐ کا قریش کے دس ہزار لشکر کے سامنے ثابت قدم رہنا بھی آپؐ کی ذاتی شجاعت کا مظہر ہے۔ جنگ اُحد اور جنگِ حُنین بھی آپؐ کی فوجی

قیادت، ثابت قدمی اور فیصلے کی بے پناہ قوت کی مثالیں ہیں۔ آپؐ کی تمام جنگی تدبیریں اس امر کی گواہ ہیں کہ سپہ سالار کی حیثیت سے آپؐ نے دُنیا کو حرب کے وہ قانون و قواعد عطا کئے جو انسانیت کے عین اصولوں کے مطابق ہیں۔

سپہ سالار کی قوتِ فیصلہ، قائدانہ صلاحیتیں، غیر معتدل مزاجی، دور اندیشی، نفسیات اور صلاحیتوں کی معرفت یہ تمام اوصاف حضورؐ کی ذاتِ گرامی میں موجود تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثالی سپہ سالار کی ان تمام خوبیوں سے آراستہ تھے۔ آپؐ نے سپہ سالار کی حیثیت سے نئے نئے اسالیبِ جنگ سے کام لیا اور اسی طرح میدانِ جنگ میں نئے نئے ہتھیاروں کو کام میں لائے۔ کون! ایسا سپہ سالار ہے جو ان تمام خوبیوں سے متصف ہو اور مبادیاتِ جنگ سے پوری طرح آگاہ ہو۔

Marfat.com

مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کی نظر میں

ربِ کریم نے اپنے محبوب نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض ایسی امتیازی و اعجازی خصوصیات سے سرفراز فرمایا ہے جس کی مثال اس جہانِ رنگ و بو، انسانیت، سلطنت اور نبوت کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور اکرمؐ، ربِ کریم کے بعد سب سے زیادہ تعریف اور محبت کے قابل ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان گنت سیرت نگاروں، شاعروں، ادیبوں، مقرروں، مبلغوں اور مفکروں نے یہ فرض ادا کر کے بے حساب ثواب حاصل کیا ہے اگر یہ کہا جائے تو اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو گا کہ جس قدر تاجدارِ عرب و عجم کی نعوت میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور جس قدر خوبصورت انداز و اسالیب میں نعتیں لکھی گئی ہیں، دنیا کے ادب میں اس کا جواب نہیں۔ المختصر! انسانیت جس آخری کمال تک پہنچ چکی ہے وہ اُس ایک ہستی میں جلوہ گر ہے یہ دعویٰ ایسا نہیں جس کو کسی فرد یا اُمت کی خوش اعتقادی پر محمول کیا جائے بلکہ غیر مسلموں اور مخالفوں کو بھی اس کی جرأت نہ ہو سکی کہ اس حقیقت کو جھٹلا سکیں، مشہور مغربی مفکر کارلائل کا قول ہے کہ "اگر بہترین انسانوں کی فہرست مرتب کی جائے تو سب سے پہلا نام مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا ہو گا۔ انسانِ کامل محمد مصطفےٰؐ کی پاکیزہ زندگی جامع صفات ہے۔ سکھ مذہب کے پیروکار اور مشہور شاعر نردیو سنگھ اشک جالندھری نے حضور اکرمؐ کی شانِ اقدس میں کیا خوب کہا ہے؎

Marfat.com

کہوں کیا کس قدر بالانشین ہے آشیاں تیرا
فرازِ عرش پر دیکھا ہے اے سرور نشان تیرا
رسائی پھر یقینی ہے تری اے طالبِ منزل
حبیبِ کبریا ہو جب امیرِ کارواں تیرا

رُوس جیسے آج اشتراکیت کا بڑا گڑھ تسلیم کیا جاتا ہے اس خطے کا مشہور ادیب، مفکر اور انشا پرداز مسٹر کونٹ سیلو ٹالسٹائی اپنی کتاب "دی مسلم) کے صفحہ ۴ پر رقمطراز ہے: "اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ محمدؐ حقیقت میں بڑے عظیم الشان مصلحین میں سے تھے۔ آپؐ نے نسلِ انسانی کی بہتر خدمت کی ہے۔ یہ آپؐ ہی کو فخر حاصل ہے کہ پورے ملک کو صداقت کی روشنی سے منوّر کر دیا، آپؐ نے دُنیا کے لئے ترقی و تمدن کے دروازے کھول دیئے۔ ایسی شخصیت ہر قسم کے عزت و احترام کی مستحق ہے۔"

ہندوستان کے مشہور ہندو شاعر لالہ دھرم پال گپتا نے حضورؐ کی کچھ یوں مدحت سرائی کی ہے ؎

عرب کو تُو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں تیرا احترام ہو جائے
رفاہِ عام ہی تیرا تھا جب کہ لقب العین
لقب نہ کیوں تیرا خیر الانام ہو جائے

ایک مشہور مغربی مفکر ڈاکٹر ایڈورڈ مونٹے اپنی کتاب "معجزاتِ اسلام" کے صفحہ ۷۶ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے:

"دنیائے اعمال کی فضائے ہستی میں آپؐ ہی ایک نادر وجود ہیں۔ ان کی تعلیم نے اجتماعیات کے اندر انقلاب پیدا کیا ہے اور سوسائٹی کے تزکیۂ نفس اور تزکیہ

Marfat.com

اعمال کی تطہیر کے لئے بہترین اسوہ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپؐ کو انسانیت کا محسن اوّل قرار دیتا ہے۔"

ہندوستان کے مشہور شاعر پنڈت ہری چند اختر اشعار میں آپؐ کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

مشہور برطانوی مفکر اور دنیا کے مشہور ادیب سر ولیم میور نے شہنشاہ عرب و عجم کے متعلق یوں کہا:

"حقیقت یہ ہے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی ماسوائے ایک کے محمدؐ جیسا عالی مقام، رفیع المرتبہ جلیل الشان معلوم نہیں ہوتا۔ محمدؐ اپنے حلقۂ اثر اور دائرہ حکومت میں ہرچند پورے اختیارات رکھتے تھے لیکن پھر بھی مفسدین سے مقابلہ کرتے ہوئے آپؐ ہمیشہ انصاف اور رحمدلی پیشِ نظر رکھتے تھے۔"

برصغیر ہند و پاک کے چوٹی کے غیر مسلم شاعر تلوک چند مرحوم نے حضورؐ کی کچھ یوں مدح کی ہے ؎

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشوا جس کا ہے سینہ پاک کینے سے
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں
شمیم جاں فزا لائی ہے مکّے اور مدینے سے

Marfat.com

مشہور مغربی مفکر اسٹینلی لیپن پول اپنے لیکچر "آن محمد" میں کہتے ہیں

محمدؐ کی شخصیت، رحم و شجاعت دونوں کا مجموعہ ہے وہ کئی برسوں تک اپنے ہم وطنوں کی نفرتوں کا مقابلہ کرتے رہے وہ اس قدر خلیق تھے کہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے، ان کی بے ریا دوستی، ہمدردی، عظیم فیاضی، شجاعت و بسالت بے شک مستحقِ تعریف ہے۔"

ایک ہندو نعت گو شاعر دیو رام کوثری نے کچھ یوں کہا ہے ؎

اوّل ہے سب رسولوں میں نمبر رسول کا
ثانی کوئی نہیں پس دادِ رسول کا
اب تک نشاں قمر میں ہے انگشتِ شاہ کا
یہ معجزہ جہاں میں ہے اظہر رسول کا

مسٹر واشنگٹن ارونگ نے کہا ہے!

"آپ کی سیرت و کردار بے مثال تھی۔"

مارکس ڈاڈ کہتے ہیں!

"آپؐ کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے"۔

مسٹر سیل نے آپؐ کی رسالت پر یوں لب کشائی کی ہے:

"میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے محمدؐ کے دعویٰ رسالت میں شبہ پیدا ہو یا اُن کی مقدس ذات پر فریب و مکر کا الزام لگایا جاسکے۔"

آخر میں اختر رضوانی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:۔

از خاکِ عرب تا بہ عجم مانتے ہیں
ہاں صاحبِ الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دیر نشین بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہلِ حرم مانتے ہیں

Marfat.com

ارشاداتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہ کرے۔

چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

مومن کو ایک بار جس جگہ یا کام سے نقصان پہنچے وہ دوبارہ اس کے نزدیک نہیں جاتا۔

دُنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی پردیسی یا مسافر ہو۔

انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو بات سُنے (تحقیق کے بغیر) لوگوں سے بیان کرنی شروع کر دے۔

جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب چھپائے گا۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

Marfat.com

— وہ آدمی مومن ہی نہیں ہے جس کا اپنا پیٹ تو بھرا ہو مگر اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

— رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخی ہیں۔

— پاک صاف رہنا نصف ایمان ہے۔

— قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ۔

— اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری جگہ مسجدیں ہیں۔

— جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔

— جو مجھ پر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

— آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے مُنہ نہ پھیرو۔

— دو خصلتیں سچے مسلمان میں پیدا نہیں ہوتیں، بخل اور بد خلقی۔

— اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم سیکھا اور پھیلایا۔

— حرص سے بچو کہ اس نے تم سے پہلوں کو برباد کیا۔

— تکبر یہ ہے کہ حق کو قبول نہ کیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

— خدا کی راہ میں مارا جانا، ہر گناہ کا کفارہ ہے مگر امانت کا۔

— قیامت کے دن ہر غدار کا ایک جھنڈا ہوگا یعنی اس سے اس کی تشہیر ہوگی۔

— مومن میں بُرائی ہو سکتی ہے مگر خیانت کاری اور جھوٹ کی صفت نہیں ہو سکتی۔

— جو شخص جھوٹ بولے، وعدہ پورا نہ کرے اور امانت میں خیانت کرے۔ وہ منافق ہے اگرچہ وہ غازی اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

— کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ میں داخل ہوتا ہے۔

— جو شخص عفو و درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔

— جب دشمن سے مقابلہ آپڑے تو ثابت قدم رہ۔

— یقین جانیئے! کہ بہشت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔

— سب سے بُرے لوگ وہ ہیں جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں۔

— جو شخص طاقت و اختیار رکھتے ہوئے بھی غصہ کو ضبط کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سب کے سامنے بُلا کر انعام خاص سے نوازے گا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

اقوالِ زرّیں

تبوک میں لشکرِ اسلام خیمہ زن تھا تو آپؐ نے اپنے خطبہ میں چند ایسے اقوال ارشاد فرمائے جو آج تک یادگار ہیں اور ہمیشہ ہی یادگار رہیں گے:

- اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) ہر کلام سے سچائی اور صداقت میں زیادہ ہے۔
- کلمہ تقویٰ سب سے بہتر بھروسے کی بات ہے۔
- ملّتِ ابراہیم تمام ملتوں سے بہتر ہے۔
- تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمدؐ کا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے ذکر کو تمام باتوں پر شرف حاصل ہے۔
- یہ قرآن تمام حکایات وقصص سے پاکیزہ ہے۔
- اولوالعزمی سب سے بہتر کام ہے۔
- بدعت تمام کاموں میں بدترین کام ہے۔
- انبیاء کا طریقہ تمام روشوں سے بہتر ہے۔
- شہیدوں کی موت، موت کی تمام قسموں کی بہترین قسم ہے۔
- ہدایت کے بعد گمراہی سب سے بڑا اندھاپن ہے۔
- جو عمل فائدہ مند ہو وہ خیرالاعمال ہے۔
- بہترین راستہ وہ ہے جس کا لوگ اتباع کرسکیں۔
- بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔
- بلند ہاتھ نیچے رہنے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔
- جھوٹی زبان سب سے بڑا گناہ ہے۔

Marfat.com

تاثرات

زیرِ نظر کتاب "محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم" جسے جناب شفیق احمد عزیز نے تحریر کیا ہے، کوئی خاص اضافے کا باعث نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک حقیر سا نذرانہ ہے جو انہوں نے انتہائی دلی عقیدت کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عزیز صاحب کی اس تصنیف کا مدعا یہی ہے کہ حضور اکرمؐ کی شخصیت کے ہر پہلو پر بھرپور روشنی ڈال کر اسے آئندہ نسلوں کے لئے ایک مشعلِ راہ بنایا جائے ان کا یہ جذبہ انتہائی طور پر قابلِ قدر ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ میں برکت فرمائے اور اسے بہتر سے بہتر تخلیقات کا ممکن بنائے۔ آمین۔

یہ کتاب دردِ دل سے ترتیب دی ہوئی ایک مخلصانہ کاوش ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور حق شناسوں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوگی اور مصنف کے لئے صدقہ جاریہ۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

مسعود الحسن

ایم۔ اے (اسلامک اسٹڈیز) ایم اے (ای۔ پی۔ ایم) بی ایڈ
ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) جہلم

جہلم
۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ ہجری۔

Marfat.com

تاثرات

جناب شفیق احمد عزیزؔ صاحب کا نذرانہ عقیدت "محسنِ انسانیت" ایک قابلِ قدر کوشش ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ بابرکات رہتی دُنیا تک ہر شخص کرتا رہے گا۔ ان کے نام کے معنی یہ ہیں کہ جس کی بار بار تعریف و توصیف کی جائے۔

محترم عزیز صاحب کی یہ کوشش ان کی عاقبت سنوارنے کے علاوہ قاری کو بھی اس سے تسکینِ قلب و روح حاصل ہوتی ہے۔ میری دلی دُعا ہے کہ ہماری یہ قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پہ پوری طرح عمل پیرا ہو کر اس کائنات کی مکمل طور پر تسخیر کرے اور اقوامِ عالم میں ایک بلند مرتبت، بلند پایہ اور بزرگ قوم ثابت ہو۔

میں جناب عزیزؔ صاحب کی اس کاوش پر انہیں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کی خدمت کرنے کی مزید توفیق دے اور اس سے ہر کوئی استفادہ اٹھائے ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

عبدالقیوم مرزا
ایم اے (انگریزی) ایم اے (اردو) بی ٹی
پرنسپل

گورنمنٹ ہائی سکول
جہلم
۱۰ ستمبر ۱۹۹۲

Marfat.com

تاثرات

پاکستان اسی لئے قائم کیا گیا تھا کہ اس برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع مل جائے۔ پاکستان میں اب ایک پوری نسل پروان چڑھ چکی ہے کیا اس نسل کی سیرت اسلامی سانچے میں ڈھالی گئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں ہر صاحب بصیرت پاکستانی کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے، مضبوط اور ترقی پذیر پاکستان کے لئے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے بھرپور خدمت لینا ہماری منہ بولتی ضرورت ہے لیکن بدقسمتی سے یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ جدید علوم وفنون اور اسلامی ضابطہ حیات ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس افسوس ناک مفروضے کی بناء پر اسلام سے عملی بے تعلقی کو قومی تعمیر وترقی کی شرط سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان علوم وفنون اور تہذیب و شائستگی کے امام تھے۔ انہیں اس راہ پر لگانے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنہوں نے ہر قسم کی ذہنی غلامی کا خاتمہ کر کے ذہنی کاوش کا راستہ ہمیشہ کے لئے بالکل صاف کر دیا تھا حقیقت یہ ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں جو کچھ عظمت اور اچھائی نظر آتی ہے وہ براہِ راست رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا نتیجہ ہے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کو رہتی دنیا تک روشنی کے مینار کا کام دینا ہے۔ نوعِ انسانی کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے اس کے سوا اور

Marfat.com

کوئی روشنی موجود نہیں ہے۔ موجودہ دور کے مسلمانوں کے لئے یہ لازم ہے کہ جدید دور کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اس ابدی سرچشمے کی طرف رجوع کریں۔ یہ مختصر سی کتاب "محسنِ انسانیتؐ" جناب شفیق احمد عزیزؔ نے بے بصیرتی کو دور کرنے کے لئے قارئین کے سامنے پیش کی ہے، یہ مصنّف کی اس دیرینہ آرزو کی تکمیل ہے کہ سیرتِ مطہرہ کے ان گوشوں پر خصوصیت سے روشنی ڈالی جائے جو موجودہ دور کے لئے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ مصنّف نے بھرپور کوشش کی ہے کہ رحمتہ للعالمین کی قلمی تصویر اس انداز میں پیش کی جائے کہ پاکستانی بچّے اور نوجوان اس سے جدید زندگی کے ہر میدان میں راہنمائی حاصل کر سکیں۔

اسوۂ حسنہ پر ان گنت کتابیں لکھی گئی ہے۔ اس اہم موضوع پر بڑے بڑے جیّد علماء نے قدم اُٹھایا ہے، ان شاہکاروں کے مقابلے میں ممکن ہے کہ اس کتاب کی کچھ حیثیت نہ ہو، تاہم یہ ایک عقیدت مند کے نذرانۂ عقیدت کا درجہ ضرور رکھتی ہے، خدا کرے کہ یہ قبول ہو۔

مصنّف کی تمام تر کاوشیں قابلِ صد تحسین اور دلی مبارکباد کی مستحق ہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

محمد امین قریشی
ایم اے (اُردو) ایم۔ایڈ
اسسٹنٹ ڈائریکٹر (اکیڈمک)
دفتر ڈائریکٹر تعلیمات (اسکولز)
راولپنڈی ڈویژن۔ راولپنڈی

راولپنڈی
۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء

Marfat.com

—— باغبانی اور آرائشِ خانہ۔
—— ادب، لوک گیت اور کہانیاں۔
—— محمدؐ تاریخ کے آئینے میں۔
—— جدید تعلیمی تقاضے۔
—— قیامِ پاکستان کا تاریخی پس منظر۔
—— تشکیلِ سیرت میں تعلیم کا حصہ۔

Marfat.com

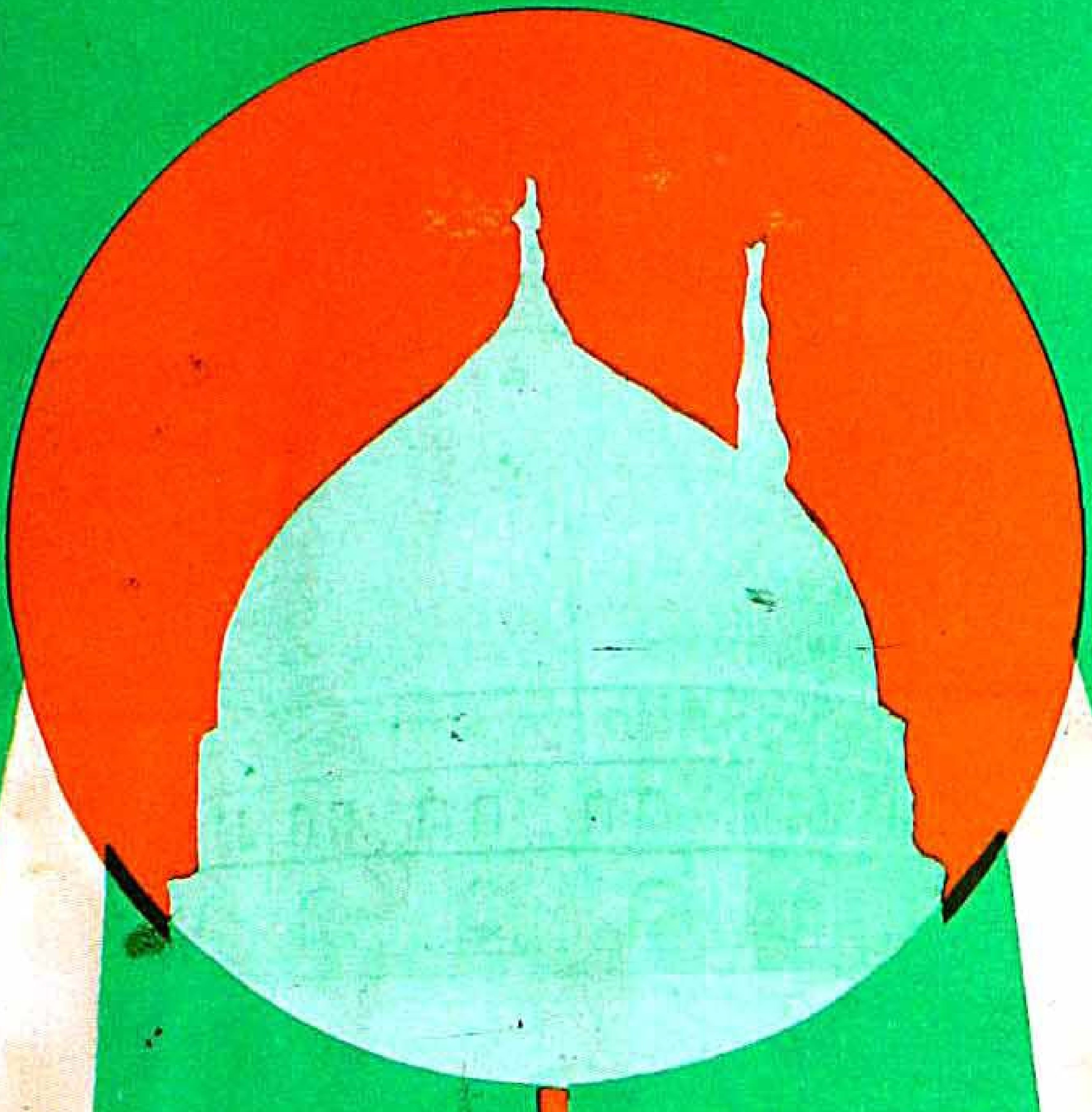

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

297.992
28 عزیز ش
108191

مصنف
شفیق احمد عزیز

Marfat.com